انصار الامام المهدی ع کے پروڈکشن / عدد (2)

النبوة الخاتمة

نبوۃِ محمد ﷺ

السید

احمد الحسن

جانشین و پیامبر امام مہدی

(اللہ ان کو زمین میں اقتدار عطاء فرمائے)

اشاعتِ اول

2017م - 1438ھ

آپ اس ویبسائٹ سے سید احمد الحسن ع کی دعوت سے متعلق مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں:
www.almahdyoon.org

بسم الله الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو مالک الملک ہے اور کشتیوں کو چلانے والا ہے ہواؤں پر اختیار رکھتا ہے ، دن کا نکالنے والا بھی وہی ہے اور صاحب اختیار بھی ہے جو تمام جہانوں کا بادشاہ ہے - اے اللہ محمد ﷺ پر ان کی آل اولاد پر ، آئمہ پر اورمھدیوں پر رحمت اور برکت فرما۔

نبوت کا سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا گیا اور اللہ نے دین کو مکمل کر دیا ۔ اور اہلِ ایمان پر اپنی نعمت تمام کر دی ۔ امت میں "خاتم النبوۃ" پر اختلاف ہے ۔ کچھ لوگوں نے زبر کے ساتھ "خاتَم"[1] کا لفظ استعمال کیا ہے اور کچھ لوگوں نے زیر کے ساتھ "خاتِم[2]" کا لفظ استعمال کیا ہےاور اس کی تشریح بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف کرتے ہیں ۔ ہمیں اس سلسلہ میں کچھ روایات بھی ملتی ہیں کہ پیغمبر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جو کوئی بھی نبوت کا دعوی کرتا ہے کذاب ہے، اور دوسری طرف وہ روایات بھی ملتی ہیں جو اصرار کرتی ہیں کہ نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور پیغمبر محمد ﷺ کے بعد آنے والے لوگوں کا آسمانی رشد وہدایت سے تعلق لازمی ہے ، یعنی انہیں اللہ کی طرف سے خبریں ملتی رہیں گی ۔ بلکہ آپ کو حضرت محمد ﷺ سے بھی ایسی روایات ملتی ہیں کہ وحی کا سلسلہ صرف ان کے اوصیاء تک محدود نہیں ہے مگر یہی وحی عام لوگوں کو بھی ملتی رہی جیسے سچے خواب ہیں، جنہیں حضرت محمد ﷺ نے نبوت کا حصہ قرار دیا ہے۔

امام علی رضا عليه السلام نے فرمایا (میرے والد نے کہا کہ ان کے والد نے اپنے والد سے سنا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا : --- سچا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے) حضرت محمد ﷺ سے روایت ہے (میرے بعد خوش خبریوں کے علاوہ کوئی نبوت نہیں ہوگی ، پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ خوشخبریاں کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا سچے خواب)-

اور یہاں حقیقت کو طلب کرنے والے کے سامنے دو رستے ہیں اور دونوں رستے اس ہدایت کے مخالف ہیں جوکہ ہمیں حضرت محمد سے ملیں ۔ اگر وہ کہے کہ ان کے ساتھ نبوت کا مکمل خاتمہ ہوا تو انہیں ان روایات کی مکمل تردید کرنی چاہیئے جن میں نبوت کا (یا اس کے کسی حصہ کا) جاری رہنے کی اطلاع ملتی ہے اور اگر وہ نبوت کے جاری رہنے کی روایات کو مانتے ہیں تو نبوت کے مکمل بند ہونے کی روایت کو مسترد کرنا پڑے گا اور وہ بھی کس کی نبوت : اشرف المخلوقات حضرت محمد مصطفی ﷺ کی نبوت ۔

مسئلہ کا حل یہ نہیں ہے کہ حدیث کا ایک مجموعہ کو لیلیں اور دوسرے کو چھوڑدیں یا اِس پر کومنٹس اور بہت زیادہ دلائل سے ثابت کریں اور اُس کو رد کردیں - (معاذ اللہ) یہ کام (یعنی رد کرنا) سینکڑوں روایات سے اس طریقے سے منع کیا گیا کہ کوئی بھی روایت جو کہ اہلِ عصمت[3] سے ملے ، جب تک وہ قرآن و مستند حدیث سے متصادم نہ ہوں اسے چھوڑ نہیں سکتے[1] -

---

[1] "خاتَم" کا مطلب ہے درمیان

[2] "خاتِم" کا مطلب ہے خاتمہ یعنی انتہاء

[3] اس کے بارے میں الصفار نے اپنئ کتاب "بصائر الدرجات" کے باب "وہ جو روایت کے بارے میں نہیں جانتے اور اسے مسترد کردیتے ہیں" میں لکھتے ہیں انہوں نے کئی روایات کا ذکر کیا جن میں ابوعبیدہ نے کہا کہ انہوں نے ابوجعفر کو کہتے سنا "میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں مجھے سب سے پیارے دانش مند اور اہل علم ہیں اور زیادہ تر روایات کے بارے میں شعور رکھتے

لہذا ختمِ نبوت (بمعنی مہرِ نبوت) کا مسئلہ ان متشابہ آیات سے ہے جن کی وضاحت حضرت محمد ﷺ کے اوصیاء سے ہی ملے گی۔

ارشاد باری تعالی ہے : (اسی نے آپ پر کتاب اتاری ، اس میں محکم آیات ہیں جو امُّ الکتاب ہیں اور دوسری متشابہ ہیں مگر وہ جن کے دل میں شک ہے وہ فتنہ کو تلاش کرنے کیلئے اور اس کی تاویل تلاش کرنے کیلئے اُس بات کی اتباع کرتے ہیں جو اس سے ملتی جلتی ہے ، اور سوائے اللہ کے کوئی ان کا مطلب نہیں جانتا ، یا وہ لوگ جو علم میں خوب گاڑدئے گئے ، وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ہیں ، سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے ، مگر صرف دانشمند ہی یاد دیہانی رکھتے ہیں)[2]-

امام صادق ؑ نے ابو حنیفہ سے کہا (اے ابو حنیفہ کیا تم کتابُ اللہ کو ایسے ہی جانتے ہو جیسے جاننا چاہیے؟! اور کیا تم اس کے ناسخ اور منسوخ کو بھی جانتے ہو؟!" جواب دیا "جی ہاں" امام صادق ع نے جواب دیا "ابو حنیفہ تم نے علم کے حامل ہونے کا دعوی کیا ہے ، تم پر افسوس ، کیونکہ اللہ نے وہ تو صرف ان اہلِ کتاب کو دی ہے جن پر کتاب اتاری ، تم پر افسوس ، اور یہ تو صرف حضرت محمدﷺ کے نسب کے خاص لوگوں کے پاس ہے اور اللہ نے تمھیں اپنی کتاب کے ایک لفظ کا بھی وارث نہیں بنایا ، اور اگر تم ویسے ہی ہو جیسے کہ کہتے ہو تو مجھے بتاؤ--------)[3]-

اور اس کتاب "النبوۃ الخاتمۃ" میں آپ کو مکمل جواب ملے گا ، کیونکہ سید احمد الحسن جو کہ امام مہدی ؑ کی طرف سے وصی اور پیغمبر ہیں اور الیمانی الموعود ہیں ، یہ مسلہ قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کردیتے ہیں ، اور انہوں نے کسی بھی طریقے سے ان روایات کو جو کہتی ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی ہے اور جو کہتی ہیں کہ نبوت جاری ہے مسترد نہیں کیا-

---

ہیں ، اور میرے نزدیک سب سے بے عقل وہ ہیں جو روایات کو سنتے ہیں جن کو ان کے دل قبول نہیں کرتے اور وہ یہ کہ کر ہٹ جاتے ہیں جو اس پر یقین کرے وہ اللہ کا انکار کر رہا ہے، جبکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ روایات ہم سے ہیں اور ان روایات کا مستند حوالہ ہے اس لیے اپنے عمل سے گویا وہ ہم پر یقین نہیں کرتا ۔

سفیان بن السیت نے کہا کہ اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا (میں آپ پر قربان، اگر کوئی آپ کی طرف سے آئے اور عظیم روایت کرے جو آپ کی طرف سے ہو تو ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے، اور انکار کر دیتے ہیں ، تو ابو عبداللہ نے جواب دیا ، "کیا وہ یہ نہیں بتاتا کہ یہ میں نے کہا ہے؟ سفیان نے جواب دیا" ہاں" تو انہوں نے کہا "کیا وہ کہتا ہے کہ رات دن ہے اور دن رات ہے؟" سفیان نے جواب دیا "نہیں"، تو ابو عبداللہ نے کہا اس کو ہمارے حوالے سے دیکھو، اگر تم اس کا انکار کرتے ہو تو ہمارا انکار کرتے ہو۔

علی الثانی روایت کرتے ہیں کہ ابوالحسن نے انہیں لکھا "اگر کوئی تمہارے پاس روایت لائے تو اس کا انکار مت کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اگر یہ سچ ہوا (اور تم نے نہ مانا) تو تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کر رہے ہو۔ بصائر الدرجات : ص 557-558

[1] شیخ الکلینی اس کے بارے میں اپنی کتاب "الکافی" میں باب "قرآن و سنت کے مطابق کام کرنا اور اس کا قرآن پاک سے ثابت کرنا" میں راویت کی ہے جن میں ایک یہ ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا کہ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے "ہر سچ کی ایک حقیقت ہے اور ہر درست عمل پر ایک روشنی ہے تو وہ لے لو جو کتاب اللہ کے مطابق ہے اور وہ چھوڑ دو جو کتاب اللہ کے مطابق نہیں ہے"

حطار بن الیافور کہتے ہیں کہ انھوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس روایت کے بارے میں پوچھا جو کسی معتبر نے کی ہو اور وہ جو کسی غیر معتبر نے کی ہو ، تو انہوں نے جواب دیا "اگر تم ایک روایت سنو اور اس کی تصدیق کتاب اللہ سے ہو یا اللہ کے رسول کی حدیث سے ہو تو اس کو قبول کرو، اور اس پر یقین کرو) اگر یہ صورت نہ ہو تو یہ اسی کی روایت ہوگی جو اس کو بیان کر رہا تھا - لیعقوب بن راشد نے روایت کی کہ کہا ابو عبداللہ نے " جو روایت قرآن پاک کے خلاف ہو من گھڑت ہے " (الکافی جلد اول صفحہ69

[2] آل عمران:7

[3] علل الشرائع : ج1/ص90 ، بحار الانوار : ج2 / ص293 ، التفسیر الصافی : ج1 / ص 22 ، تفسیر نور الثقلین : ج1 / ص368

سید احمد الحسن نے نبوت کا معنی واضح کیا اور اس نبوت کے فرق کو واضح کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے بعد ختم ہو گئی اور جو ان کے بعد بھی جاری ہے ، اور انہوں نے "خاتَم النبوّۃ" (تاء پر زبر) کا معنی بھی بیان کیا ہے ، اور انہوں نے "خاتِم النبوّۃ" (تاء پر زیر) کا معنی بھی بیان کیا ہے-

تو آپ دیکھیں گے کہ اس کتاب نے واضح ترین ثبوتوں کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ نبوت ختم ہو گئی اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ، مگر اس کا معنی اس پہلو سے مختلف ہے جو ان کے نبوت کے جاری رہنے کے بارے قائل ہے ، لہذا روایات میں ٹکراؤ نہیں ہے کیونکہ نبوت کے بارے میں ان روایات میں سے ہر ایک روایت اپنا الگ معنی رکھتا ہے

سید احمد الحسن نے پیغمبرانِ خدا کے بھیجے جانے کی حقیقت بیان کردی، اور اس سوال کا بھی جواب دیا ہے کہ پیغمبروں کا بھیجے جانا محض اللہ کی طرف سے ہوتا ہے یا ان کو اللہ کے رسول اور پیغمبر بھی بھیج سکتے ہیں؟ اور یہ کہنا درست ہے کہ آئمۂ معصومین اللہ کے پیغمبر ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو آئمۂ معصومین علیھم السلام کو کس نے بھیجا؟ اور ان کو اور انبیاء علیھم السلام کو بھیجنے میں کیا فرق ہے؟

پچھلے صدیوں[1] میں ان سوالوں کا مکمل جواب نہیں ملا مگر ان سوالوں کا جواب پاک عترت کے حقیقی بیٹے سید احمد الحسن سے ملتا ہے جو کہ امام مہدی ؑ کے وارث اور پیغمبر ہیں اور وہ جواب آپ کے ہاتھوں میں موجودہ کتاب "النبوۃ الخاتمۃ" میں ملے گا-

اور میں بالکل سچ کہتا ہوں کہ یہ کتاب احمد الحسن کا امام مہدی ؑ کے ساتھ جوڑ کا ثبوت ہے کیونکہ ایسا علم صرف حضرت محمد ﷺ کے وارثان کے لیے خاص ہے-

(کہو کیا تم نے کبھی سوچا کہ اگر تمھارا پانی زمین میں غائب ہو جائے تو کون تمھارے لیے چشمہ کو دوبارہ جاری کرے گا)[2]

تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اس کام کی طرف رہنمائی کی اور اگر یہ کام اللہ کے لیے نہ ہوتا تو وہ رہنمائی نہ کرتا-

محمد ﷺ پر ان کی آل اولاد پر آئمۂ معصومین پر اور امام مہدی ؑ پر درود وسلام اور اللہ کی رحمت ہو-

شیخ ناظم العقیلی

---

[1] اس کتاب میں جہاں 'صدی' یا اس کی جمع کا صیغۃ استعمال ہوا ہے تو عربی عبارت میں 'قرن' کا لفظ استعمال ہوا تھا اور اس کا اردو میں ترجمہ 'زمانہ' سے بھی ہوتا ہے اور 'سو سال' / 'صدی' سے بھی ہوتا ہے-

[2] الملک : 30

انتساب

ان سب کے نام جو سورج کو دیکھتے ہیں

ان سب کے نام جو بصیرت والے ہیں

مجھے اللہ سے اور ان سے امید ہے کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے

نبوت

لفظ "نبی" کا دینی مطلب: یہ وہ شخص ہے جس کو آسمان سے خبریں ملتی ہیں ۔ تو نبی کا لفظ "نبأ" سے لیا گیا ہے یعنی خبر ، اور یہ لفظ "نبا" سے نہیں جس کا مطلب ہے ظاہر اور بلند ہونا ، دراصل لفظ "نبأ" کا لفظ "نبا" سے لیا گیا ہے اور "نبأ" غیب کی اس بات کو کہتے ہیں جو ظاہر اور بلند ہوتی ہے تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں اور وہ بات ڈھکے چھپے ہونے کے بعد معروف ہو گئی ۔

آسمان سے پیغامات انسانوں تک کئی رستوں سے پہنچتے ہیں ، اگرچہ وہ سب در اصل ایک ہی طریقے سے آتے ہیں کیونکہ اللہ انسان سے پردہ کے پیچھے سے براہ راست گفتگو کر سکتا ہے ، یا جس کو چاہے وحی بھیج سکتا ہے یعنی انسان کے وجود کے صفحے[1] میں جو کچھ چاہتا ہے لکھ دیتا ہے ، یا وہ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو انسان سے براہ راست بات کرتے ہیں یا وہ اللہ کی مرضی سے انسان کے وجود کے صفحے میں کچھ لکھدیتے ہی۔

ارشاد باری تعالی ہے: (اور یہ انسان کے لیے درست نہیں کہ خدا سے براہ راست بات کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے بات کرے۔ یا پیغبر بھیجتا ہے جو اللہ کے حکم سے اس پر وحی اتارتا ہےوہ بلند تر اور دانا ہے)[2] ۔

اب جو (گذشتہ) بات کرنا یا وحی بھیجنا کی یا لکھنے کی بات ہے[3] یہ سب یا تو سوتے وقت خواب ہے یا بیداری کی حالت میں کشف ہے۔

اور میں کشف کا لفظ بولتا ہوں کیونکہ عالمِ ارواح اس جسمانی عالم کی طرح نہیں ہے ۔ ادھر تک پہنچنے ایک آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اس جسمانی عالم کا پردہ اٹھ جائے۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر پیغمبر[4] اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہو بلکہ کبھی ایک زمانے میں ایک سے زیادہ پیغبر تھے ، مگر اللہ سبحانہ و تعالی ان میں سے ایک کو بھیجتا ہے اور وہ باقی پیغمبروں پر اور عوام پر حجت بنتا ہے ، اور ظاہر ہے کہ یہ شخص ان میں سے چنا ہوا ہوتا اور ان میں سب سے افضل ہوتا ، اور اللہ اسے عصمت عطاء کرتا ہے اور غیب سے جس خبر کی اس کو ضرورت ہوتی ہے اللہ سبحانہ و تعالی اپنے فضل سے اس کو خبر دیتا ہے۔

(جو غائب کو جانتا ہے اور وہ کسی کو غائب کی خبر نہیں دیتا مگر ان پیغمبروں کو جن کو وہ منتخب کرتا ہے ، پھر وہ اس کی خبر گیری کرتا ہے اور ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے)[5]

اور یہ سب فرشتے ہیں جن کو اللہ اپنے بھیجے ہوئے پیغمبر کے لیے مسخر کرتا ہے

(اور اس کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں)[6]

---

[1] یہ الفاظ سید احمد الحسن ع اس حالت کیلئے استعمال کرتے ہیں جب کہنا ہوتا کہ اللہ تعالی کسی کے دل میں الہام کرتا ہے

[2] الشوری:51

[3] جو گذری ہوئی آیت میں ہم نے پڑھا تھا

[4] جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ پیغمبر وہ ہے جو آسمان کی کچھ خبریں جانتا ہے اور اللہ اسے حق اور خوابوں اور کشف کے ذریعے بعض غیبی باتوں کی اطلاع کردیتا ہے، یہاں پر بھیجا ہوا معصوم پیغمبر مراد نہیں ہے (الرضا علیہ السلام کی روایت کے مطابق)

[5] الجن: 26-27

[6] الرعد: 11

یہ اس کے آگے بھی ہوتے ہیں اور پیچھے بھی ہوتے ہیں تاکہ اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم سے وہ ہر قسم کے شیطانی شر سے محفوظ رہے چاہے وہ انسانوں سے ہو یا جنوں سے ، اور ان کے بری آمد اور باطل حرکتوں سے بھی – تو فرشتوں کی اس زیرِ نگرانی کا مقصد ہے کہ شیطانی مداخلت کو ہٹادیں جب وہ آسمانی پیغام نیچلی جسمانی دنیا تک اترتا ہے، لہذا یہ بھیجا ہوا نبی کے پاس شیطانوں سے مکمل طور پر محفوظ اور درست طریقے سے پہنچ جاتا ہے-

(باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ اسکے پیچھے سے اس تک پہنچ سکتا ہے، کیونکہ یہ اس ذات کی طرف سے ایک اتاری ہوئی چیز ہے جو سب سے دانا ہے اور تعریف کے لائق ہے)[1]

(یقیناً اس ذکر کو ہم نے اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)[2]

جہاں تک پیغمبران علیہم السلام کا تعلق ہے یا ان لوگوں کا تعلق ہے جو کسی زمانے میں نبوت کے مقام پر فائز ہوئے، یعنی وہ کسی زمانے میں اللہ کی فرمانبرداری اور عبادت کر کے ، آسمانوں کی ملکوتِ (روحانی عالم) میں بلندی اور ترقی حاصل کر چکے آسمانی خبروں کو دیکھا، تو جب ان کے پاس اور دیگر لوگوں کے پاس یہ پیغمبر بھیجا گیا ان لوگوں کا بھی امتحان لیا جاتا ہے، اور یہ بات ان کیلئے آسان ہونی چاہئے - کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی اعلی طریقے سے انہیں پیغمبر بھیجے جانے کی اطلاع کردیتا ہے ، مگر اللہ تعالی ان کے ذمے تھوڑا سا جھل برقرار رکھتا تاکہ امتحان کی صورت رہے، اور تاکہ ان کا کچھ حد تک غیب پر ایمان رہے:-

(الف لام میم، یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، پرہیز لوگوں کے لیے ہدایت ہے ، وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور جو نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں)[3]

اور ظاہر ہے کہ انہیں باقی لوگوں سے ممیز ہونے کا جو حق حاصل ہوا وہ ان کے سابقہ فرمانبرداری اور عبادت کی وجہ سے ہے، اور جو کوئی حسد یا 'میں[4]'کی وجہ سے ان کی مخالفت کرتا ہے تو جہنمی ٹھہرتا ہے جیسا کہ بلعم بن باعوراء کے ساتھ ہوا ، کیونکہ اسے بعض آسمانی خبروں کی اطلاع ہوگئ تھی، اور اللہ تعالی کی طرف سے اس کو موسی ﷺ کے پیغام کے بارے کچھ خبر ہو گئی تھی ، پھر بھی اس نے موسی ﷺ کے پیغام کا انکار کر دیا اور اپنے انکار کیلئے شک و شبہات کو جہنم میں گرجانے کیلئے عذر بنایا- اس کی سابقہ فرمانبرداری اور عبادت گزاری اس کے کسی کام نہ آئی جیسے کہ ابلیس (لعنت اللہ علیہ) کا سب عمل کسی کام نہیں آیا جب اس نے آدم ﷺ بھیجے ہوئے پیغمبر کے ساتھ کفر کیا ، اور اللہ کی بدترین مخلوق بن گیا تھا اس کے بعد کہ اسے فرشتوں کا مور کا لقب حاصل ہوا تھا - روایت کی جاتی ہے کہ بن باعوراء کے پاس اسمِ اعظم تھا اور اسے عرش کے نیچے بھی نظر آیا کرتا تھا –

ابوالحسن الرضا ﷺ کہتے ہیں - (بن باعوراء کو اسمِ اعظم دیا گیا اور اس کی دعا بھی قبول ہوتی تھی ، وہ فرعون کی طرف مائل تھا توجب فرعون[5] نے موسی اور ان کے پیروکاروں کو بلایا تو اس نے بلعم سے کہا "موسی اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بد دعاء کرو کہ اللہ ان کو ہم سے دور رکھے - وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر موسی اور ان کے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا، مگرگدھا نے چلنے سے انکار

---

[1] فصلت: 42
[2] الحجر: 9
[3] البقرہ: 1-3
[4] اسے اردو میں 'من' اور عربی میں 'انا' کہا جاتا ہے
[5] فرعونِ مصر کے علاوہ کوئی اور سرکش بادشاہ تھا (الرضی علیہ السلام کی روایت کے مطابق)

کردیا، پھر وہ گدھے کو مارنے لگا، اللہ نے گدھے کو کلام عطاء کیا تو گدھے نے اس سے کہا "تم پر افسوس" ، مجھے کیوں مار رہے ہو؟ تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ چلوں تاکہ تم پیغمبرِ خدا موسی اور ایک مؤمن قوم کے خلاف بد دعاء کر سکو؟! مگر وہ گدھے کو مارتا رہا اور در آخر مار ڈالا ، اور اسمِ اعظم اس کی زبان سے پھسل گیا، ارشاد باری تعالی ہے:

(مگر ان سے پھسل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا اور اس کا بھٹکے لوگوں میں شمار ہوگیا، اگر ہم چاہتے تو ہم اس کے ذریعہ اسے بلند کرتے، مگر وہ زمین کے ساتھ چپک گیا اور اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے چلا، لہذا اس کی مثال اُس کتے جیسی ہے جس پر آپ حملہ کریں تب بھی زبان نکال لیتا ہے اور آپ اس کو چھوڑ دیں تب بھی زبان نکال لیتا ہے)"

اور وہ ایک مثال ہے جو پیش کی ہے - الرضا ﷷ کہتے ہیں: تین جانوروں کے علاوہ کوئی اور جانور جنت میں داخل نہیں ہوگا: بلعم کا گدھا، اصحابِ کہف کا کتا اور بھیڑیا۔ بھیڑیا کی وجہ یہ ہے کہ ایک ظالم بادشاہ نے ایک سپاہی کو چند اہلِ ایمان پر اکٹھا کرکے تشدد کرنے کے لیے بھیجا، اس سپاہی کا ایک بیٹا بھی تھا جو اس کو بہت پیارا تھا ، بھیڑیے نے وہ لڑکا اٹھا لیا اور کھالیا، سپاہی کو بہت دکھ ہوا اور اللہ نے اس سپاہی کو دکھ دینے کی وجہ سے اس بھیڑیے کو جنت میں لے گیا)[1]-

اللہ نے بلعم بن باعوراء کا ذکر قرآن میں کیا ہے، جس نے موسی ﷷ سے حسد کیا اور ان کے ساتھ تکبر کیا، تو وہ اپنی 'میں' اور خواہش کے لیے کتے کی طرح زبان نکالے ہوئے تھا ۔ باوجود اس کے کہ وہ نبوت کے مقام پر فائز تھا اور اس کے پاس اسمِ اعظم بھی تھا ۔

(ان کو اس کی خبر سناؤ جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں مگر ان سے پھسل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا اور اس کا بھٹکے لوگوں میں شمار ہوگیا، اگر ہم چاہتے تو ہم اس کے ذریعہ اسے بلند کرتے، مگر وہ زمین کے ساتھ چپک گیا اور اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے چلا، لہذا اس کی مثال اُس کتے جیسی ہے جس پر آپ حملہ کریں تب بھی زبان نکال لیتا ہے اور آپ اس کو چھوڑ دیں تب بھی زبان نکال لیتا ہے، اور یہ مثال اس قوم کی ہے جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں، پس ان سے قصے بیان کریں کہ شاید وہ غور کریں)[2]-

***

[1] تفسیرِ قمی: ج 1/ص248، تفسیرِ نور الثقلین: ج1/ص 716، قصص الانبیاء للجزائری: ص 352

[2] الاعراف: 175-176

خواب اور نبوت

قرآن کریم ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے جو یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالی سبحانہ و تعالی نے انبیاء علیھم السلام پر بذریعہ خواب وحی بھیجی ۔ ان میں ابراھیم ﷤ محمد ﷺ اور یوسف ﷤ ہیں۔

(اور جب ہم نے آپ کو بتایا ، یقیناً آپ کا رب لوگوں کو گھیرا ہوا ہے اور ہم نے آپ کو وہ خواب صرف لوگوں پر فتنہ بننے کیلئے دکھایا تھا، اور وہ ملعون درخت بھی جس کا قرآن میں ذکر ہے، اور ہم ان کو ڈراتے ہیں، مگر یہ صرف ان کی سرکشی میں ایک بڑی شکل سے اضافہ کرتا ہے)[1]۔

(اللہ نے اپنے پیغمر کا حقیقت میں خواب پورا کر دکھایا ہے ، تم سب یقیناً مسجدِ حرام میں ان شاء اللہ امن کے ساتھ داخل ہو گے ، (بال منڈے ہوئے یا چھوٹے کاٹے ہوئے بغیر کسی خوف کے ۔ تو اسے اس چیز کا علم ہے جس کا تمہیں علم نہیں ہے ، اور اس نے آپ کو قریب فتح عطاء کر دی ہے)[2]۔

(اور جب اس کا بیٹا اتنا بڑا ہوا کہ اس کے ساتھ چلنے لگا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تو دیکھو تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا ، میرے ابو ، آپ وہی کریں جس کا آپ کو حکم ہوا ہے ، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے)[3]۔

اللہ پھر ابراھیم کی مدح کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے خواب کو سچا مانا ، (تم نے خواب کو سچا مانا، ہم اسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو اجر دیتے ہیں)[4]۔

(جب یوسف نے اپنے والد سے کہا "اے میرے والد، میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ سیارے ، اور سورج ہے اور چاند ہے ، انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں)[5]۔

اللہ پھر قرآن میں موسی ﷤ کی والدہ کو خواب کے ذریعہ وحی کر رہا ہے : (اور ہم نے موسی کی امی کو وحی کی کہ اسے دودھ پلاؤ اور جب تمہیں اس کے بارے میں ڈر ہو تو اس کو دریا میں ڈالو اور ڈرو مت اور غم مت کرنا۔ ہم اسے تمہارے پاس واپس لے کرآئیں گے اور ہمارے بھیجے ہوئے لوگوں میں سے ہوگا)[6]۔

یہ بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ پیغمبران کو خواب اس وقت بھی سچے دکھائے گئے جب ان کو ابھی تک بھیجا بھی نہیں گیا تھا اور انہیں بھیجے جانے کے بعد بھی، مطلب کہ اللہ تعالی کی وحی ان پر خواب کی صورت میں شروع ہوئی ، پھر انہیں بھیجے جانے کے بعد بھی وحی کا یہی رستہ (خواب) اللہ کی طرف سے جاری رہا ۔

اور پیغمبر محمد ﷺ اپنی نبوت سے پہلے بھی خواب دیکھا کرتے تھے ۔ اور وہ بالکل سچے ہوئے[1]۔ اور اگر بھیجے ہوئے پیغمبران ان خوابوں پر یقین نہ کرتے اور جو کچھ انہوں نے دیکھا اسکے مطابق عمل نہ

---

[1] الاسراء : 60
[2] الفتح : 27
[3] الصافات : 102
[4] الصافات : 105
[5] یوسف : 4
[6] القصص : 7

کرتے تو یقیناً وہ اس اعلی درجہ تک نہ پہنچ سکتے جس تک کہ وہ پہنچے۔ اور نہ ہی ان کو اللہ کا قربت حاصل ہوتا، اور سب سے پہلے تو یہ کہ اللہ ان کو خواب پر یقین نہ کرنے کی وجہ سے درجۂ رسالت کیلئے چنتا نہیں۔
(آپؑ نے خواب پر یقین کیا، اسی طرح ہم اچھائی کرنے والوں کو اجر دیتے ہیں)

درحقیقت جو ان کے ساتھ اہلِ ایمان تھے ، ان کے خوابوں پر بھی انہوں نے یقین کیا ۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سےان کے خوابوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور باقاعدہ اس بات کو اہمیت دیتے تھے ، اور وہ بھی صبح کی نماز کے بعد ، گویا کہ ان خوابوں کا سننا ہی اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت تھی ، منافقین تو یہاں تک کہتے کہ وہ ہر خواب سنتے اور اس پر یقین کرتے ہیں (اور ان میں وہ بھی ہیں جو اللہ کے رسول کو یہ کہ کر تکلیف دیتے ہیں کہ وہ تو ایک کان ہے[2]، کہو تمہارے لیے ایک خیر کا کان ہے، جو اللہ پر یقین رکھتا ہے اور اہلِ ایمان پر یقین رکھتا ہے، اور اہلِ ایمان کیلیے ایک رحمت ہیں ، اور جو لوگ اللہ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے)[3]۔
امام علی رضا ؑ فرماتے ہیں : (صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے پوچھتے "کیا کسی کو کوئی خوشخبری ملی؟ اور اس بات سے خواب مراد تھا)[4] ۔
یقیناً نبی محمدﷺ ان خوابوں کو نبوت کی خوشخبریوں میں شمار کیا کرتے تھے ، اور نبی ﷺ سے یہ روایت کی جاتی ہے: (نبوت کی خوشخبریوں میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا مگرسچے خواب جسے مسلمان دیکھے گا یا اسے دکھایا جائے گا)[5]۔
بلکہ وہ تو ان خوابوں کو نبوت ہی شمار کیا کرتے تھے ۔ روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے ﷺ فرمایا :
(میرے بعد خوشخبریوں کے علاوہ نبوت نہیں ہوگی ، پوچھا گیا اے اللہ کے پیغمبر، خوشخبریاں کیا ہیں؟
فرمایا: سچے خواب)۔[6]

---

[1] اسی لئےشیخ مجلسی نے بحار میں کہا: (یہ جاننا چاہیے کہ جو مجھے معتبر خبروں اور فیض سے بھرپور روایات سے ملا ہےوہ یہ ہے کہ انہیں ﷺ کو انہیں بھیجے جانے سے پہلے بھی جب اللہ نے انہیں نبی کے اعتبار سے اور روحِ قدس کو ان کا مدد گار بنا کر، ان کی کم عمری میں ہی ان کی عقل پوری کردی تھی کہ ان سے فرشتے گفتگو کرتے تھے، اور وہ ان کی آوازیں سنتے تھے، اور انہیں خواب آتے تھے، پھر چالیس سال کی عمر کے بعد انہیں پیغمبر کے طور پر بھیجا گیا، اور ان سے فرشتے مدد دینے کیلیے گفتگو کیا کرتے تھے، اور ان پر قرآن اترا، اور انہیں تبلیغ کرنے کا حکم ملا، ...) بحار الانوار: ج 18، ص 277

[2] یعنی وہ ہر چیز سن لیتے ہیں

[3] التوبہ: 61، اور تفسیر قمی ج1/ص300، تفسیرِ اصفی ج1/ص370 میں آیت کا اترنے کی وجہ دیکھ لیجیے۔ اور تفسیر مجمع البیان: ج5/ص79، فتح الباری: ج8/ص 237، تغلیق التعلیق: ج4/ص217، عمدۃ القاری: ج18/ص258 اور دیگر جگہوں میں بھی دیکھ لیجیے

[4] الکافی: ج8/ص90، الفصول المہمہ فی اصول الائمہ: ج3/ص277، بحار الانوار: ج58/ص177، تفسیر نور الثقلین: ج2/ص312

[5] بحار الانوار: ج 85/ص192، صحیح مسلم ۔ ج2/ص، 38، سنن النسائی ج2/ص127، صحیح ابن حبان ج13 ص411، کنزالعمال ج15/ ص368

[6] الدر المنثور: ج3/ص312، بحار الانوار: ج58/ص192، اور اسی جزء میں اور روایت بھی ملتی ہے ص 177 پر ان الفاظ سے: نبوت سے صرف خوشخبریاں بچیں، انہوں نے پوچھا: اور خوشخبریاں کیا ہیں ...: اور ان جگہوں میں الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ بھی روایت ملتی ہے: کتاب الموطا: ج2/ص957، مسند احمد:ج5/ص454 اور ج6/ص129، صحیح

اور اللہ کے پیغمبر نے فرمایا : سچے خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہے، اور وہ نبوت کا ایک حصہ ہیں)[1]۔

اس طرف لازمی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ پیغمبر محمد ﷺ کی اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی شخص ایک سچا خواب دیکھے گا وہ اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ سچا خواب اللہ کی طرف سے ایک ایسی اطلاع اور سچی خبر ہے جو روحانی عالم سے دیکھنے والے کے پاس آئی ہے۔

***

بخاری:ج8/ص69، مجمع الزوائد:ج7/ص173، عمدة القاری:ج24/ص134، المعجم الکبیر: ج3/ص197، اور ان کے علاوہ دیگر جگہوں میں

[1] الدر المنثور: ج3/ص312، بحار الانوار:85/ص192، میزان الحکمة:ج2/ص1010

خاتَمُ النَّبِيّينَ

ارشاد باری تعالی ہے (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین ہیں، اور اللہ تو ہر چیز کے بارے میں خوب علم رکھتا ہے)[1]

گزشتہ گفتگو میں بیان ہوا چکا کہ نبوت کا 'ختمُ النبوۃ'، اور یہاں 'ختم' سے مراد 'انتہاء' ہے ، یعنی یہ سوچنا کہ نبوۃ کی انتہاء ہوگئی اور وہ رک گئی درست نہیں اگر نبوت سے ہمارا مطلب ہے کہ 'نبوۃ کے درجے تک پہنچنا' ۔ اسی طرح اگر ایسی کچھ آسمانی خبروں کی اطلاع ہوجانا مراد ہے جنہیں سچائی اور غیب سے ہمیں ملی ہیں - کیونکہ آسمانی ملکوت تک پہنچنے کا رستہ کھلا ہے اور وہ کبھی بند نہیں ہوا اور نہ کبھی بند ہو گا۔

جیسے نبی محمد ﷺ کی اس سلسلے میں بیان کی جانے والی ایک سے زائد روایت ملتی ہے جو شیعہ اور سنی اور ان کے اہلُ البیت علیہم السلام نے روایت کی ہیں ، کہ وحیِ الٰہی کا ایک طریقہ کھلا رہے گا اور کبھی بند نہیں ہو گا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالی کی طرف سے (سچا خواب) ہے۔

علی بن الحسین بن علی بن فضال اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو الحسن بن موسی الرضا ؑ سے روایت کرتے ہیں : خراسان کے آدمی نے انہیں بتایا "اے اللہ کے پیغمبر کے بیٹے، میں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کو اپنے خواب میں دیکھا ، وہ مجھ سے کہ رہے تھے (آپ کیسے ہونگے اگر میرے جسم کا ایک حصہ آپ کی سرزمین میں دفن ہو؛ اور اگر میری امانت آپ کی سپرد کردی جائے ، اور میرا ستارا آپ کی سرزمین میں چھپ جائے)؟!

تو الرضا ؑ نے جواب دیا، (میں ہی ہوں جو آپ کی سرزمین میں دفن ہوگا ، اور میں ہی آپ کے نبی کا حصہ ہوں ، اور میں ہی امانت اور ستارا ہوں، یقیناً جس کسی نے مجھ سے ملاقات کی ، یہ جانتے ہوئے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر میرا حق اور فرمانبرداری کے معاملے میں کیا کیا فرض بنایا تو میں اور میرے اجداد یومِ حشر اس کے ضامن ہوں گے ، اور جس کے ہم ضامن ہوئے اسے کوئی خوف نہیں ہوگی ، حتی کہ اس کے گنا ہ ثقلین یعنی جن او انسان جتنے کیوں نہ ہوں ۔ یقیناً میرے والد نے مجھے بتایا کہ میرے دادا نے بتایا اور انہیں ان کے والد نے بتایا اور انہیں ان کے آباء و اجداد سے پتہ چلا کہ اللہ کے پیغمبرﷺ نے فرمایا:۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرے روپ میں نہیں آسکتا ، اور نہ ہی میرے کسی وصی کے روپ میں آ سکتا ، اور نہ ہی ان کے کسی شیعہ کے روپ میں ، اور سچا خواب نبوت کا سترواں حصے کے برابر ہے)[2]۔

نبی ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا : (جب زمانہ قریب آ پہنچ گا تو مسلمان کا خواب غلط ثابت نہیں ہوا کرے گا اور جس کو زیادہ سچے خواب آتے ہوں گے وہ باتوں میں بھی زیادہ سچا ہوگا ، تو اس طرح مومن کا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے)[3]۔

---

[1] الاحزاب: 40

[2] من لا یحضرہ الفقیہ: ج2/ص584،اخبار اخبار الرضا ع:ج1/ص287، آمالی الشیخ الصدوق: ص120، بحار الانوار: ج 49/ص283

[3] صحیح مسلم: ج7/ص52، سنن الترمذی: ج 3/ص363، اور ان دونوں میں مومن کے بدلے مسلم کا لفظ آیا ہے، اور دوسری حدیث میں: چھیالیس حصوں میں سے۔ اور اسی طرح الدر المنثور میں: ج3/ص312، اور بحار الانوار: ج58/ص192

نبی ﷺ سے روایت ہے : (نبوت کا سترواں حصہ ہے)[1]

اور اللہ کے پیغمبر ﷺ سے روایت ہے : (مومن کا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے)[2]۔

اور علی ﷺ سے روایت ہے : (مومن کا خواب ایسے کلام کی طرح ہے جیسے کہ رب اس کے ذریعے اس سے گفتگو کر رہا ہو)[3]۔

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا (جب زمانہ قریب آ پہنچے گا تو مسلمان کا خواب غلط نہیں ثابت ہوا کرے گا اور جس کو زیادہ سچے خواب آتے ہوں وہ باتوں میں بھی زیادہ سچا ہوگا)[4]۔

بحار الانوار میں علامہ المجلسی روایت کرتے ہیں جس کا حوالہ "جامع الاخبار" اور"التعبیر" کتابیں ہیں کہ آئمہ علیہم السلام نے فرمایا (مومن کا خواب اس لیے سچا ہوتا ہے کہ اس کی روح پاک ہے ، اور اس کا یقین پختہ ہے ، اور جب (روح) نکلتی ہے تو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں ، اور اس طرح یہ اللہ کی طرف وحی ہے جو با عزت اور انتہائی جبر والا ہے)[5]۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے (جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھلیا کیونکہ شیطان میرے روپ میں نہیں آسکتا ، اور نہ ہی میرے کسی وصی کے روپ میں آسکتا ، اور نہ ہی ان کے شیعہ کے روپ میں ، اور سچا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے)[6]۔

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا : (جب آخری زمانہ ہوگا تو مومن کا خواب غلط نہیں ثابت ہوا کرے گا اور جس کو زیادہ سچے خواب آتے ہوں گے وہ باتوں میں بھی زیادہ سچا ہوا کرے گا)[7]۔

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا (جب زمانہ قریب آپہنچے گا تو مومن کا خواب غلط نہیں ثابت ہوا کرے گا اور جس کو زیادہ سچے خواب آتے ہوں گے وہ باتوں میں بھی زیادہ سچا ہوا کرے گا)[8]۔

حدیثِ نبوی ﷺ ہے (مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے)[9]۔

ایک اور حدیثِ نبوی ﷺ ہے - (اگر تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو اچھا محسوس ہو تو یہ اللہ کی طرف سے ہے ، اسے چاہیے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور اس خواب کا لوگوں میں ذکر کرے)[10]۔

ایک اور حدیث ﷺ کے مطابق (سچا خواب نبوت کا ستترواں حصہ ہے)[11]۔

---

[1] من لا یحضره الفقیہ: ج2/ص584،اخبار اخبار الرضا ع:ج1/ص287، آمالی الشیخ الصدوق: ص121، بحار الانوار: ج 49/ص283

[2] کنز الفوائد: ص211، مستدرک سفینۃ البحار: ج4/ص39

[3] کنز الفوائد: ص211، بحار الانوار: ج52/ص210

[4] آمالی الشیخ الطوسی: ص386، بحار الانوار: ج85/ص176، مستدرک سفینۃ البحار: ج4/ص31، المعجم الاوسطي ج1/ص291

[5] بحار الانوار: ج58/ص176- اور یہی روایت معارج الیقین میں بھی اصول الدین کے حصے میں روایت ہوئی: ص490

[6] بحار الانوار: ج58/ص176، اور من لا یحضره الفقیہ: ج2/ص584 اور عیون اخبار الرضا علیہ السلام: ج1/ص287 اور امالی الشیخ الصدوق: ص121، اور بحار الانوار: ج49/ص273 میں 'پس شیطان' کے بجائے 'کیونکہ شیطان' آیا

[7] بحار الانوار: ج58/ص181

[8] سنن الترمذی: ج3/ص363، بحار الانوار: ج58/ص192- اور مسند احمد میں: ج2/ص507، اور صحیح مسلم میں: ح7/ص52، مومن کے بجائے مسلمان کا لفظ آیا- جیسے کہ صحیح مسلم میں: 'چھیالیسواں' کی جگہ'پینتالیسواں' آیا - اور صحیح البخاری: ج8/ص77 میں 'مسلمان' کے بجائے'مومن' کا لفظ دونوں جگہوں میں آیا

[9] بحار الانوار: ج58/ص192

[10] مسند احمد: ج3/ص8، صحیح البخاری: ج8/ص83، سنن الترمذی: ج5/ص168، بحار الانوار: ج58/ص192

[11] بحار الانوار: ج85/ص210

حدیثِ نبوی ﷺ ہے (مومن یا مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے)[1]-
حدیثِ نبوی ﷺ ہے (مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے)[2]-
(جب زمانہ قریب آپہنچے گا تو مومن کا خواب غلط نہیں ثابت ہوا کرے گا اور جس کو زیادہ سچے خواب آتے ہوں وہ باتوں میں بھی زیادہ سچا ہوا کرے گا - اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے)[3]-
حدیث نبوی ﷺ ہے (مومن کا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے)[4]-
یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ نے امام موسی الکاظم کو خواب میں دکھایا کہ ان کے بعد امامت علی بن موسی رضا کی ہے-
یزید بن سلیط الزیدی سے روایت ہے، کہتے ہیں: (ہم ابو عبد اللہ ؑ سے مکہ کے راستے میں ملے اور ہم ایک جماعت کی شکل میں تھے ۔ تو میں نے ان سے کہا ، "میرے والدین آپ پر قربان جائیں، آپ سب پاک کیے گئے ائمہ ہیں اور موت تو ہر کسی کو آنی ہے ، پس مجھے ایسی بات بتائیں جس کو میں اپنے بعد آنےوالے لوگوں کو بتاسکوں ۔" تو انہوں نے کہا : ہاں یہ سب میرے بیٹے ہیں اور یہ ان کا سردار ہے (امام موسی کی طرف اشارہ کرکے) ، اس میں علم ، حکمت ، سمجھ ، سخاوت ، معاملہ فہمی ، اور صلہ رحمی سے وہ باتیں ہیں جن کی لوگوں کے دیک کے اندر اختلافی مسئلوں میں انہیں ضرورت پڑیگی ، اور اس میں اچھے اخلاق بھی ہیں اور اس کے پاس ہونا بہت ہی اچھا ہے[5] ، اور 'یہ' اللہ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے ، (اور ایک دوسری روایت میں) یہ اس پوری بات سے بہتر ہے -
میرے والد نے ان سے پوچھا "اور 'یہ' سے کیا مراد ہے ، میرے والدین آپ پر قربان جائیں؟ جواب دیا : اللہ اس میں سے اس قوم کی نصرت[6] لائے گا ،اور اس کی آسانیاں ، اس کا علم، اس کا نور، اور اس کی سمجھ ۔ اعلی ترین بچہ اور اعلی ترین جوان ، اس کے ذریعے اللہ جھگڑے روکے گا ، لوگوں میں اتحاد پیدا کرے گا ، فرقوں کو آپس میں ملائے گا ، تنگی سے رستہ نکالے گا ، برھنہ کو لباس دے گا اور بھوکے کو کھانا کھلائے گا ، سہمے ہوئے کو دلاسہ دے گا ، اس کے ذریعے بارش برسائے گا ، بندوں سے مشورہ کرے گا ، ایک اعلی جوان اور ایک اعلی آدمی ، اس کی بردباری سے اس کے قبیلے کو راہنمائی ملے گی ، اس کی گفتگو فیصلہ ہے اور خاموشی علم ہے ۔ جن باتوں میں لوگوں کو اختلاف ہوگا یہ ان باتوں کی وضاحت کرے گا ۔
اس نے پوچھا "میرے والدین آپ پر قربان جائیں ، کیا اس کے بعد اس کا بیٹا ہو گا؟ تو انہوں نے کہا "ہاں" اور اس کے بعد خاموش ہو گئے -
یزید نے کہا، میں ابو الحسن سے ملا تھا (مراد موسی بن جعفر) اور میں نے ان سے پوچھا : میرے والدین آپ پر قربان جائیں آپ مجھے اس جیسی بات بتائیں جیسے آپ کے والد نے مجھ سے کہا تھا ۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا : میرے والد ؑ کا زمانہ آج کے زمانہ سے مختلف تھا-

---

[1] مسند احمد بن حنبل: ج5/ص319
[2] صحیح مسلم: ج7/ص53، سنن الدارمی: ج2/ص123
[3] سنن ابن ماجہ: ج2/ص1289
[4] سنن الترمذی: ج3/ص366
[5] ترجمان کا کومنٹ: بظاہر اس کا مطلب ہے 'اچھی صحبت رکھنے کی صلاحیت ہے'، و اللہ اعلم
[6] یہ وہ مدد ہوتی ہے جو اس وقت ملتی ہے جب اللہ تعالی کسی قوم کو نجات دینا چاہتا

یزید کہتا ہے، میں نے کہا : اس پر تو اللہ کی لعنت ہوگی جو آپ سے یہ بات قبول کرے گا ۔ وہ ہنسے اور پھر کہا : اے ابو عمارۃ، میں تمھیں بتاتا ہوں ، میں اپنے گھر سے نکلا اور ظاھراً اپنی وصیت میں اپنے بیٹوں کو بھی شامل کر لیا اور انہیں اپنے بیٹے علیؑ کے ساتھ بھی شامل کرلیا اور میں نے اس کا[1] اپنی وصیت میں خفیہ طور پر تنہا ذکر کیا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں امیر المومنین[2] کے ساتھ دیکھا ، اور ان کے پاس ایک انگوٹھی ، ایک لاٹھی ، ایک کتاب اور ایک پگڑی تھیں ، میں نے پوچھا : یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا : پگڑی سے مراد [اللہ کی] شہنشاہت ہے ، اور تلوار سے مراد اللہ کی عزت ہے، اور کتاب سے مراد اللہ کا نور ہے ، اور لاٹھی سے مراد اللہ کی طاقت ہے ، اور انگوٹھی سے مراد ان سب چیزوں کا مجموعہ ہے- پھر کہتے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا : اور معاملہ تمھارے بیٹے علیؑ کے پاس جائے گا ۔

اس نے کہا کہ مجھ سے انہوں نے فرمایا : اے یزید یہ تمھارے پاس اللہ کی امانت ہے، دانش مند کے علاوہ کسی کو نہ بتانا یا اس کو جس کے ایمان کا امتحان اللہ لے چکا ، یا سچے شخص کو ، اور اللہ کے معاملے میں کفرانِ نعمت مت کرنا ، اور اگر تمھیں گواہی دینے کیلئے کہا جائے تو دے دینا ، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے : (یقیناً اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلکاروں کو واپس کر دو)[3]-

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے : (اس سے بڑا ناانصاف کون ہے جو اس گواہی کو چھپائے جو اللہ کی طرف سے اسے ملی ہو)[4]، میں نے کہا : میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں میں ایسا ہر گز کبھی نہیں کروں گا۔

"اس نے کہا، پھر ابو الحسن ؑ نے کہا : پھر مجھے اللہ کے پیغمبر نے اس کے بارے میں بتایا ، انہوں نے کہا تمھارا بیٹا علیؑ جو اللہ کا عطاء کردہ نور سے دیکھتا ہے اور اس کا عطاء کردہ فہم سے سنتا ہے ، اور اس کی عطاء کردہ حکمت سے بولتا ہے ، درست ہوتا ہے اورغلط نہیں ہوتا، جانتا ہے اور لاعلم نہیں ہوتا ، حکمت اور علم سے بھرا ہے ، تمھارا مرتبہ اس سے کتنا کم ہے ۔ یہ ایک بات ہے جو پہلے ہوئی نہیں تھی- تو جب تم سفر سے واپس آؤ تو اپنا معاملہ درست کرو اور جس کام کا ارادہ کیا تھا اس سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ تم اس سے دور ہونے والے ہو اور دوسروں کو قریب کرنے والے ہو ، تو تم اپنے بیٹوں کو اکٹھا کر کے اللہ کو ان پر گواہ بناؤ اور اللہ بطور گواہ کافی ہے ۔

انہوں نے کہا : اے یزید ، میں اس سال لے لیا جاؤں گا[5] ، اور علیؑ میرا بیٹا جو کہ علی ابن طالب علیہ السلام کا ہم نام ہے، علی ابن الحسین ؑ کا ہم نام ہے، اسے پہلے کی سمجھ ، اس کا علم ، اس کی فتح ، اور اس کی چادر عطاء کی گئیں ۔ اور وہ ہارون[6] کے چار سال بعد تک نہیں بولے گا اور چار سال گذر جائیں گے تو اس سے جو چاہو پوچھ لینا تو تمھیں ان شاء اللہ تعالی جواب دے گا)[7] ۔

خواب پھر اللہ کی طرف وحی کا راستہ ہوا ۔ اور یہ محمد ﷺ کے بعد جاری رہا ، اور جس بات کی تاکید روایات میں اور حقیقت سے معلوم ہوئی وہ یہ ہے یہ راستہ لوگوں کے لیے کھلا رہتا ہے[1]۔

---

[1] یہاں امام موسی کے بیٹے علی مراد ہیں

[2] امیر المومنین سے امام علی علیہ السلام مراد ہیں جو کہ رسول پاک ص کی وصیت میں ان کا خاص نام دیا گا ہے اور یہ نام کسی اور کیلئے مناسب بھی نہیں ہے (شیخ طوسی کی کتاب الغیبہ، ص 180 کا مطالعہ کیجیے)

[3] النساء:58

[4] البقرہ:140

[5] یعنی وفات کا وقت

[6] ھارون عراق میں پانچویں عباسی حکمران تھا۔

[7] عیون اخبار الرضا علیہ السلام: ج2/ص33

جو مومنین اللہ سبحانہ کی عبادت میں مخلص ہیں ان کے سامنے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو انہیں پیغبری کے درجے تک پہنچنے سے روکتی ہے ، اور یہ ممکن ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی انہیں اس (خواب) طریقے سے انہیں وحی بھیجیں اور اللہ اس طرح اپنے فضل ان پر حقیقت اور غیب کی کچھ باتوں کی اطلاع دے ۔
یقیناً ائمہ علیہم السلام پیغمروں کے درجے تک پہنچے اور ان تک سچائی اور غیب کی باتیں خواب اور کشف کے ذریعے سے پہنچا کرتی تھیں ، اور روایات بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہیں ، ان میں سے ایک اوپر بتائی گئی ہے[2]۔
تو یہ ممکن ہے کہ ایسے مومنین مل جائیں جو نبوت کے درجے تک پہنچ جائیں اور اللہ ان کو خواب کے ذریعے وحی بھیجدے ، کم سے کم یہ معاملہ آئمہ کرام کے ساتھ ہو چکا ہے۔

---

[1] روایات کا ذکر تو پیچھے گذر چکا، اب جو حقیقی واقعات کی بات ہے میں بہت سے واقعات میں سے صرف دو کا ذکر کروں گا:

پہلی:جو الشیخ امینی نے اہل البیت علیہم السلام کے شاعر، ابو الحسن جمال الدین علی بن عبد العزیز بن ابی محمد الخلعی (الخلیعی) الموصلی الحلی، کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، اور یہ شاعر دو ناصبی والدین کے بیٹے ہیں، اور ان کی والدہ نے نذر باندھی تھی کہ اگر انہیں بیٹا پیدا ہوا تو وہ انہیں اس کام کیلیے بھیجے گی کہ امام حسین علیہ السلام کیلیے السابلہ کے رستے سے جائیں گے انہیں روکیں گے اور انہیں قتل بھی کریں، تو جب جمال الدین الخلیعی پیدا ہوئے اور جوانی کو پہنچے انہیں ان کی والدہ نے اپنی نذر پوری کرنے کیلئے بھیجا، تو جب وہ المسیب علاقہ کے ارد گرد کو پہنچے جو کہ کربلاء مشرفہ کے قریب ہے تو انہیں نیند کا غلبہ ہوا، اور قافلے ان سے گذرتے ہوئے جو اور ان کی مٹی اٹھی وہ انہیں چھوئی اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کھڑی ہوئی اور انہیں دوزخ کی طرف لیجانے کا حکم ہوا لیکن انہیں آگ نہیں چھوئی اس پاک مٹی کی وجہ سے جو انہیں لگی تھی - تو گھبرائے ہوئے بد نیتی سے چوکنا ہوئے اور عترتِ رسول کی ولایت سے چپک گئے - اور کہا جاتا ہے کا انہوں نے دو شعر کے مصرے لگھے جنہیں حاجی مہدی الفلوجی الحلی صاحب، جنہیں موجد بھی سمجھا جاتا ہے، نے پانچ مصرے کردیے اور وہ پانچ مصرے یہ ہیں:

مجھے تم ایسے دکھائے دیتے جسے کہ کسی حوض نے پیپ سے بھردیا ہوتا اور خواہشات نے ادھر سے ادھر بکھیر دیا ہوتا
پس خوشی محسوس کرو اور اپنے کو ٹھنڈک دلاؤ جب نجات کی خواہش ہو تو حسین کی زیارت پر جاؤ
تاکہ خدا سے اس حالت میں ملو کہ آنکھیں ٹھنڈی کی جائیں
جب فرشتے تم سے ارادہ محسوس کریں کہ تم ان کے مزار پہ جانا چاہتے ہو تو تمہارا نام درج کردیں گے
اور جہنم تم پر یقینا حرام کردی جائے گی کیونکہ آگ ایسے جسم کو چھوتی نہیں
جس پر حسین کے زائرین کی مٹی پڑی ہو

اور کتاب الغدیر میں جو ج6/ص12 میں لکھا ہے اس کا مطالعہ کیجیے۔

دوسری: شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کا قصہ: جب انہوں نے دیکھا کہ گویا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ ان پر داخل ہوئیں جب وہ الکرخ میں مسجد میں تھے، اور آپ کے پاس اپ کے دونوں بیٹے الحسن اور الحسین (علیھما السلام) تھے اور دونوں چھوٹے تھے، تو آپ نے ان دونوں کو ان کے حوالے کردیے اور کہا: ان دونوں کو فقہ سکھا دیجیے۔ تو خواب سے تعجب میں اٹھے، تو اسی رات کے بعد اگلی صبح جب ہوئی اور دن کا کچھ حصہ گذر چکا تھا تو فاطمہ بنت الناصر مسجد میں داخل ہوئیں اور ان کے ارد گرد ان کی لونڈیاں تھیں اور ان کے سامنے ان کے دونوں چھوٹے بیٹے محمد الرضی اور علی المرتضی تھے، تو (شیخ صاحب) کھڑے ہوئے اور ان کو سلام دیا، اور انہوں نے (شیخ صاحب) سے کہا: شیخ صاحب یہ میرے دو بیٹے ہیں، میں اے انہیں اس لیے حاضر کیے تاکہ آپ انہیں فقہ سکھا سکے، تو ابو عبد اللہ یعنی الشیخ المفید رونے لگے اور انہیں خواب سنایا اور ان دونوں کو فقہ سکھانے کا ذمہ لے لیا،...) الناصریات: ص9۔

[2] ایسا ہی خواب امام حسین علیہ السلام کا بھی ہے جس میں انہوں نے دیکھا کہ کتوں نے ان پر حملہ کر دیا ہے ، ان میں سے ایک کتا ایسے تھا جس پر سفید سفید رنگ کے نشان / نقطے تھے جو سب سے بڑھ کر حملہ کر رھا تھا ، تو امام حسین نے شمر بن ذی الجوشن (لعنت اللہ علیہ) سے کہا تم وہ کتے ہو۔ اور شمر (لعنت اللہ علیہ) کو برص کی بیماری تھی (العوالم ؛ الامام الحسین علیہ السلام:ص274)، اور مزید پتہ کرنے کیلیے الکافی اور دار السلام اور دیگر حدیث کی کتابوں سے رجوع فرمائیں۔

جہاں تک ان سے (یعنی اہلُ البیت) علیہم السلام سے روایات کا تعلق ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انبیاء ہیں ، تو اس نبوت کا انکار ہورہا ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالی کی طرف سے انبیاء بھیجے گئے تھے، ورنہ اس چیز کی کیا ضرورت ہوتی کی وہ روح مقدس سے خبریں لیتے اور وہ ان کے ساتھ جڑی ہے اور ان سے جدا نہیں ہوتی[1]۔
اگر یہ صورتحال ہوتی تو محمد ﷺ کا خاتِم النبین (ان میں سے آخری) ہونے کا کیا مطلب ہوتا؟
اور اسی طرح اس کا کیا مطلب ہے کہ وہ خاتَم النبین (ان کے درمیان میں)۔
تو جواب کے لیے ہمیں محمد ﷺ کے مرتبہ کے بارے کچھ جاننا ہوگا ، اور چند وہ باتیں جاننا ہوں گی جن سے پتہ چلے گا کہ آپ ﷺ کو باقی بنی آدم پر ، بلکہ خاص طور ان میں سے انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کیوں حاصل تھی۔

---

[1] ہشام بن سالم سے روایت ہے اور وہ عمار یا ان کے علاوہ کسی سے، انہوں نے کہا: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا: تو جب آپ لوگ جب فیصلہ کرتے تو کن (اصول) کو مدِ نظر رکھ کر کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (اللہ کے حکم سے اور داود اور محمد ﷺکے حکم سے، اور اگر کوئی ایسا (معاملہ) پیش ہوتا جو کسی بلند کتاب میں موجود نہیں ہے تو ہمارے پاس روحِ قدس ہمارے پاس آتا ہے اور اللہ ہمیں الھام کردیتا ہے) بصائر الدرجات: ص476
ابو بصیر سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اللہ تبارک و تعالی کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا: (اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف ہمارے حکم سے اور روح اتاری، آپ نہ کتاب اور نہ ایمان جانتے تھے)، انہوں نے فرمایا: (اللہ کے مخلوقات میں سے ایک مخلوق جو کہ جبریل اور مکائیل سے بڑا ہے، جو کہ اللہ کے پیغمبر کے ساتھ تھا جو انہیں خبریں بھی دیتا تھا اور رہنمائی دیتا تھا، اور ان (پیغمبر) کے بعد ائمہ کے ساتھ تھا) الکافی: ج1/ص273
اور ابو الجارود سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے ایک سوال پوچھا، کہتے ہیں: (میں نے ان سے پوچھا، آپ کا قائم کب کھڑا ہوگا؟ کہا: اے ابو الجارود، آپ (انہیں) نہیں دیکھیں گے۔ پھر میں پوچھا: ان کے زمانے کے لوگ ۔ تو انہوں نے کہا: اور تم ان کے زمانے کے لوگوں کو نہیں پاؤ گے۔۔۔المدینہ جائں گے، پھر لوگ چلیں گے یہاں تک کہ اللہ عز و جل راضی ہوجائے، پھر وہ ڈیڑھ ہزار قریشی قتل کرے گا جو زنا کے پیداوار ہوں گے، اور وہ کوفہ جائے گا، پھر وہاں سے ساٹھ ہزار بتریہ (گمراہ علماء کا گروہ جو کہ امام باقر ع کے زمانے میں پائے جاتے تھے) نکلیں گے، اور اسلحہ اٹھائے ہونگے، قرآن پڑھنے والے ہونگے، دین کے ماہر ہونگے، انکے ماتھوں پر سجدے کے نشان ہونگے، کپڑے اٹھائے ہونگے (یعنی جلدی جلدی)، ان سب میں نفاق ہوگا، اور سب کے سب کہ رہے ہونگے: اے فاطمہ کے بیٹے، لوٹ جاؤ ہمیں تمھاری ضرورت نہیں ہے - تو پیر کے دن عصر سے عشاء تک نجف کے قریب ان پر تلوار سے حملہ کرے گا اور انہیں ذبح کئے جانے والے جانور سے بھی تیز انہیں قتل کرے گا، پس ان میں سے ایک بھی نہیں بچے گا، اور ان کے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو بھی نہیں زخم ہوگا، ان کا خون اللہ کیلئے قربانی ہوگی - پھر وہ کوفہ داخل ہوگا اور اس میں اس کے جاگ کرنے والوں کو قتل کرے گا یہاں تک کہ اللہ عز و جل خوش ہوگا۔
کہا (ابو الجارود سے) : میں مطلب نہیں سمجھا، تو تھوڑی دیر ٹھہر کے پھر میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں، انہیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ کب خوش ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: اے ابو الجارود، اللہ نے موسی کی امی کو وحی بھیجی اور وہ موسی کی امی سے بہتر ہیں، اور اللہ نے شہد کی مکھی کو وحی بھیجی اور وہ شہد کی مکھی سے بہتر ہے - پھر میں بات سمجھ گیا، تو انہوں نے پوچھا:کیا اب مطلب سمجھ گئے؟ میں نے کہا: ہاں -
پھر انہوں نے کہا: ۔۔۔ وہ سلیمان بن داود (علیهما السلام) کی سیرة پر چلیں گے، سورج اور چاند کو پکاریں گے اور وہ دونوں انہیں جواب دیں گے، اور زمین ان کیلئے لپیٹ دی جائے گی، پھر اللہ انہیں وحی بھیجے گا، اور وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرے گا) دلائل الامامۃ جو محمد ابن جریر الطبری (جو شیعی تھے) کی کتاب ہے: ص455 - 456۔ اور جس کو اس موضوع میں مزید معلومات چاہیئے وہ الکافی اور بصائر الدرجات اور دیگر حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرلے -

محمد ﷺ اللہ کا فاران میں ظہور

یہ عبارت دعاء السمات میں وارد ہے جو کہ ائمہ علیہم السلام سے آئی ہے : (**---اور اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ---- آپ کی اس عظمت کے واسطے جو کوہِ سیناء پر نمودار ہوئی ، پھر اس سے آپ اپنے بندے اور پیغمبر موسی بن عمران ؑ سے ہم کلام ہوئے، اور آپ کے کوہِ ساعیر پر طلوع ہونے کے واسطے اور آپ کے وادیِ فاران میں ظہور کے واسطے---**)[1]-

کوہِ ساعیر پر اللہ کا ظہور عیسی ؑ کے ذریعے ہوا ، اور وادیِ فاران میں اللہ کا ظہور محمد ﷺ کے ذریعے ہوا[2]-

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دعاء کے فقرے اوپر جاتی ترتیب میں ہیں - جس نبی سے 'اللہ ہم کلام ہوا' اور وہ موسی ؑ ہیں ، اس سے لے کر ایسے نبی تک جو 'اللہ کا طلوع' ہونے کا مصداق ہے اور وہ عیسی ؑ ہیں ، پھر ایسے نبی کی طرف جو 'اللہ کا ظہور' کا مصداق ہیں اور وہ محمد ﷺ ہیں-

طلوع ہونے اور ظہور ہونے میں فرق یہ ہے کہ طلوع میں جھانکنا اور جزئی طور پر ظہور پایا جاتا ہے، یعنی طلوع ہونا اس تجلی کو کہتے ہیں جو کہ ظہور سے ایک درجہ کم ہوتا ہے - تو دونوں یعنی عیسی ؑ اور محمد ﷺ اللہ کی مخلوق میں اس کے مثال ہیں ، مگر عیسی ؑ کا درجہ (اللہ کا مثال ہونے میں) محمد ﷺ سے کم ہے[3] - اور اس ظہور کا رستہ تیار کرنے کیلئے عیسی ؑ کا بھیجا جانا ضروری تھا ، اور محمد ﷺ

---

[1] مصباح المتھجد: ص 416، جمال الاسبوع: ص 321، مصباح الکفعمی: ص 424، بحار الانوار: ج87/ص97

[2] امام الرضا علیہ السلام کا راس الجالوت کے پر حجت قائم کرتے ہوئے کہا تھا: (-پھر اس سے الرضا علیہ السلام نے کہا: کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو کہ توراۃ آپ لوگوں کو یہ کہتا ہے: 'طورِ سیناء کی پہاڑی کی طرف سے نور آیا، اور ہمارے لئے ساعیر کی پہاڑی سے روشن ہوا، اور ہم پرفاران کی پہاڑی سے بلند ہوا'؟
راس الجالوت نے کہا: میں یہ الفاظ جانتا ہوں مگر ان کا مطلب نہیں جانتا۔
الرضا علیہ السلام نے کہا: میں تمھیں بتاتا ہوں، جو یہ فرمایا: 'طورِ سیناء کی پہاڑی کی طرف سے نور آیا'، تو وہ اللہ تبارک اللہ و تعالی کی وحی ہے جو اس نے موسی علیہ السلام پر اتاری طورِ سیناء کی پہاڑی پر، اور جو اس نے فرمایا: 'اور ہمارے لئے ساعیر کی پہاڑی سے روشن ہوا'، تو اس سے مراد وہ پہاڑی ہے جس پر سے عیسی بن مریم پر وحی اتاری جب وہ اس پر تھے، اور جو اس نے فرمایا: 'اور ہم پرفاران کی پہاڑی سے بلند ہوا'تو وہ مکہ کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی ہے جس کا مکہ سے ایک در کا فاصلہ ہے -
اور نبی شعیا نے کہا اس معاملے میں کہا جو تم اور تمھارے توراۃ میں کہتے ہو کہ: 'میں نے دو ایسے سوار دیکھے جن کیلئے زمین روشن ہوئی، ان میں سے ایک گدھے پر تھا، اور دوسرا اونٹ پر'، پھر گدھے پر سوار کور تھا؟ اور اونٹ پر سوار کون تھا؟
راس الجالوت نے کہا: میں ان دونوں کو جانتا نہیں تو مجھے بتائے گا -
انہوں نے علیہ السلام نے کہا: جو گدھے پر سوار ہے وہ ہے عیسی، اور جو اونٹ پر سوار ہے وہ ہے محمد - کیا تم توراۃ میں اس بات کا انکار کرتے ہو؟
اس نے کہا: نہیں، ما انکار نہیں کرتا، ---) (شیخ صدوق) کی کتاب التوحید: ص447، عیون اخبار الرضا علیہ السلام: ج2/ص148، بحار الانوار: ج10/ص308-

[3] الجوھری نے کہا: (طلوع ہونا:دیکھنا) الصحاح: ج3/ص1254، اور ابن منظور نے کہا: (فلان ہم پر دور سے طلوع ہوا، اور اس کا طلوع ہونا:اس کو دیکھنا - کہا جاتا ہے:اللہ آپ کے طلوع ہونے کو زندہ رکھے) لسان العرب:ج 8/ص236-
اور الجوھری نے کہا: (اور کوئی چیز فتح کے ساتھ خوب ظاہر ہوئی:بیان ہوگئی---میں نے چیز ظاہر کردی:میں نے بیان کردی---) الصحاح:ج/2ص732- اور ابن فارس نے کہا: (ظاہرہوئی، ظاء، ہاء اور راء سے اصلی صحیح سالم کلمات کے ساتھ واحد کا صیغے سے طاقت اور نمایا ہونے کا مطلب بتلاتا ہے، اس ہی سے چیز ظاہر ہوئی کی گردان صغیر بنتی ہے جب کہنا ہے کہ اس

کا بھیجے جانے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ کی مثال مخلوق میں پیش کی جائے ، تو محمد اللہ کے اصل نمائندے ہوئے۔
اور اگر ہم مخلوقات کی اصلیت اور ابتداء کی طرف جائیں تو ہم دیکھیں گے کہ اللہ فرشتوں سے یہ کہ کر مخاطب ہوئے : (میں زمین پر اپنا خلیفہ بھیج رہا ہوں)[1]

اگرچہ آدم ﷺ اللہ کے خلیفہ تھے جیسے کہ باقی پیغمبران اور اوصیاء بھی ، مگر جس مقصد تک پہنچنا تھا وہ یہ تھا کہ حقیقی طور پر اللہ کا خلیفہ بن جائے ۔ یعنی وہ شخص بنے جو اللہ کا مکمل طور پر خلیفہ ہو تاکہ اللہ کی الہیت کو اپنے وجود کے آئنے میں منعکس کرے پچھلے تمام انبیاء اور اوصیاء علیهم السلام سے زیادہ مکمل طریقے سے۔
جس مقصد تک پہنچنا تھا وہ ایسا شخص ہے جو 'میں اور انسانیت' اور 'الہیت اور ذاتِ الہی' کے درمیان تھرتھراتا ہو ۔
ابو بصیر نے ابو عبد اللہ ﷺ سے پوچھا ۔" میں آپ پر قربان جاؤں ، کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا؟ تو امام ﷺ نے جواب دیا "ایسا دو مرتبہ ہوا ۔ تو جبرائیل نے انہیں ایک مقام پر رکنے کے لیے کہا اور کہا ان سے : اے محمد ﷺ آپ اس جگہ ٹھہرئے ، پس آپ ایسی جگہ پر ٹھہرے ہیں جہاں پر کبھی بھی کوئی فرشتہ یا کوئی نبی ٹھہرا نہیں ۔ آپ کے پروردگار درود بھیج رہے ہیں ۔ پوچھا ۔ اےجبرائیل وہ درود کیسے بھیجتے ہے؟ جبرائیل نے کہا ، کہتے ہیں ، پاک اور مقدس , میں روح اور فرشتوں کا رب ہوں ۔ میری رحمت میرے غصے پر غالب آجاتی ہے ۔ تب رسول اللہ ﷺ نے کہا ۔ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ۔ امام ﷺ فرماتے ہیں، تب ایسے تھا جیسے اللہ پاک نے فرمایا : (دو کمانوں کے فاصلہ پر تھے)[2]۔

ابو بصیر نے پوچھا : (میں آپ پر قربان جاؤں ، دوکمانوں کا فاصلہ یا اس سے کم کتنا ہوتا ہے؟
امام ﷺ نے جواب دیا : یہ کمان کی نوک سے لے کر کمان کو پکڑنے کی جگہ تک کا فاصلہ ہے[3] تب امام ﷺ نے کہا ان کے درمیان ایک پردہ تھا جو چمک رہا تھا یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا : زمرد ، پھر انہوں نے سوی جتنی سوراخ میں سے اللہ کے نور کی عظمت میں سے وہ دیکھا جو اللہ نے چاہا
اللہ تعالی نے فرمایا : اے محمد۔
تو جواب دیا ، لبیک، میرے رب۔
اللہ نے فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کی امت کی راہنمائی کون کرے گا؟
آپ نے جواب دیا : اللہ کو ہی علم ہے۔

کا انکشاف ہوا اور وہ نمایا ہوئی، اس لئے نمازِ ظہر کیلئے کا نام رکھا گیا اور عربی میں الظهيرة دن کے اس حصے کو کہتے ہیں جو دن کے اوقات کا سب سے زیادہ نمایا اور روشن حصہ ہوتا ہے) معجم مقاييس اللغہ: ج3/ص471۔

[1] البقرۃ:30

[2] النجم:9

[3] ابن منظور نے کہا: ان دونوں کے درمیان 'قاب قوس' تھا، اور 'قيب قوس'، اور 'قاد قوس'، اور 'قيد قوس'، یعنی 'قدر قوس' (کمان کا ماپ)۔ اور 'القاب' کا مطلب ہے: جو پکڑنے کی جگہ کور نوک کے درمیان کا حصہ ہوتا ہے۔ اور ہر کمان کے 'قابان'(دو قاب) ہوتے ہیں، اور وہ دونوں وہ حصہ ہیں جو پکڑنے کی جگہ اور نوک کے درمیان ہیں) لسان العرب:ج1/ص693۔ اور 'سِيَۃ القوس': جو اس کے دونوں اطراف سے جوڑا جاتا ہے

کہا : علی ابن ابو طالب، امیر المؤمنین[1] ہوں گے ، اور مسلمانوں کے سردار ہوں گے اور ان کے مرشد ہوں گے جن کی پیشانیوں پر ایمان کا نور ہو گا)[2]۔

روای کہتا ہے کہ تب ابو عبداللہ نے ابو بصیر سے کہا : اے ابو محمد، اللہ کی قسم ، علی ؑ کی ولایت زمین سے نہیں بلکہ آسمان سے آئی تھی اور وہ بھی (اللہ کے) بولے ہیئے الفاظ کے ساتھ)[3]۔

جس لمحے میں محمد ﷺ ذاتِ الٰہی میں فناء ہوجاتے ہیں تو صرف اللہ رہ جاتا ہے ، جو اکیلا اور نہایت قھر والا ہے، اور کچھ نہیں رہتا مگر ایسا نور جس میں کوئی تاریکی نہیں ہے ، اور وہ اللہ سبحانہ و تعالی ہے اور اس بندے سے پردہ اٹھایا گا یہاں تک کہ وہ اللہ کو ایسے جان لیتا جیسے جاننے کا حق ہے ۔ صرف وہی شخص اللہ کو اس کی مخلوق سے مکمل طور پر تعارف کروا سکتا ہے ، اور وہی بندہ اصل میں اللہ کا مکمل طور پر خلیفہ ہے ، یعنی جس میں انسان کیلئے حتی الامکان الہیت یا ذاتِ الٰہی کی تجلی ہوئی ہے ۔

اس کو مزید واضح کرنے کے لیے ، میں یہ مثال دوں گا:

کسی آدمی کا کارخانہ ہو ، جس میں مشینری ہو اور کارکن ہوں ، اگر وہ اس کا انتظام خود سنبھالے تو پیداوار سو فیصد (100٪) ہو گی ، پھر اس بندے کا خیال آئے کہ وہ ایسے شخص کو ڈھونڈلے جو اس کی جگہ پر کارخانہ چلا سکتا ہو، پھر اس نے کوئی اور شخص پالیا جو کارخانہ چلائے لیکن اگر وہ اس شخص کی خود نگرانی نہ کرے تو پیداوار اسی (80٪) فیصد تک رہ جائے گی ۔ تو اس کو خود نگرانی کرنی پڑے گی تاکہ پیداوار سو فیصد رہے ۔ پھر اسے کوئی اور مل جائے جو زیادہ قابل ہو پھر بھی نگرانی ضروری ہے ورنہ پیداوار نوے (90٪) فیصد ہوگی ، تو وہ اس کو اپنا خلیفہ بنا دیتا ہے اور اس کی نگرانی کرتا ہے تاکہ پیداوار سو فیصد (100٪) رہے۔

پھر اس کو ایک بالکل اپنے جیسا مل جاتا ہے ، گویا کہ اس کا سایہ ہو ، اور جو کارخانہ کو ایسے چلا سکے کہ نگرانی کی ضرورت نہ ہو اور پیداوار کو بھی سو فیصد (100٪) تک رکھ سکے ۔ وہ اس کو کارخانے میں اپنا نائب بناتا ہے اور اسے اپنی مرضی سے کام کرنے کا موقع دیتا ہے کیونکہ اس کی رضا بھی کارخانہ کے مالک کی رضا جیسی ہے ۔ اب اس پر کارخانہ کے مالک کی نگرانی فضول ہو گی ۔

جو شخص آگ کے بارے میں سنتا ہے اسے اتنا ہی پتہ ہے جتنا اس نے اس کے بارے میں سنا ۔ اور جو اس کو دیکھتا ہے وہ اتنا ہی جانتا ہے جتنا اس نے دیکھا ۔ اور جس شخص کے جسم کا کچھ حصہ آگ میں جلا وہ آگ کی سچائی جانتا ہے ۔ مگر اتنی ہی جتنا وہ جلا ۔ اور وہ جو آگ میں مکمل طور پر جل جائے یہاں تک کہ وہ خود بھی آگ ہو جائے اس کو پھر وہ اچھی طرح جانتا ہے اوراس حد تک جانتا ہے جہاں آپ اس کو آگ سے الگ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس (آگ) کا حصہ بن چکا ہے۔

(با برکت ہو جو آگ میں ہے اور جو بھی اس کے ارد گرد ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہی ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے)[4]۔

(اور یہ مثالیں ہم انسانیت کے لیے بیان کرتے ہیں اور علم والوں کے علاوہ کسی کو ان کے معنی سمجھ میں نہیں آئیں گے)[5]۔

---

[1] ترجمان کا کومنٹ: امیر المؤمنین کا مطلب ہے، ایمان لانے والوں کے حکمران، اور یہ لقب سید احمد الحسن علیہ السلام نے بتایا کہ محض امام علی علیہ السلام کیلئے مخصوص تھا جیسا کہ نبی پاک ص کی وصیت میں آیا ہے۔

[2] ترجمان کا کومنٹ: یہ لقب بھی سنی اور شیعی کتابوں میں امام علی ع کیلئے بکثرت سے آیا

[3] الکافی: ج1/ص442، الجواھر السنیة: ص213، بحار الانوار: ج18/ص306، التفسیر الصافی: ج5/ص87، تفسیر نور الثقلین: ج3/ص98

[4] النمل: 8

[5] العنکبوت:43

***

محمد ﷺ خاتِم الانبیاء اور ان کی مہر

اب ہم دوبارہ اپنی توجہ محمدﷺ خاتِم النبیین ہو نے اور ان کا خاتَم النبیین ہونے پر مرکوز کرتے ہیں کیونکہ وہ، ان پر میرے رب کے درود ہوں ، اللہ کی طرف سے آخری نبی اور پیغمبر ہیں ، ان کا پیغام اور کتاب قرآن ہے اور ان کی شریعت یومِ حشر تک جاری رہے گی ، پس اسلام کے بعد کوئی دین نہیں آئے گا ۔

(اور جو بھی اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہتا ہے ، وہ اس کے لیے قابلِ قبول نہیں اور ہمیشہ کے لیے خسارے میں رہے گا)[1]

تاہم مرتبۂ نبوت تک پہنچ جانا بنی آدم کے لیے ممکن رہے گا ۔ بنی آدم میں سے کوئی بھی جو اپنے کام میں مخلص ہو اور اللہ کی عبادت کرتا ہو مرتبۂ نبوت تک پہنچ سکتا ہے ۔ جیسے کہ اللہ کی طرف سے بنی آدم کو وحی ملنے کا رستہ اب تک ہے ، ممکن ہے اور کھلا ہے اور سچے خواب کے ذریعے سے ہے ۔

اب جہاں تک اللہ کی طرف سے ان لوگوں کا بھیجے جانے کا تعلق ہے چاہے وہ محمد ﷺ کی شریعت کی ہی حفاظت کیلئے ہو یا ایک دینِ جدید اسلام کو قائم کرنے کیلئے ہو تو یہ ہمیں نہیں ملے گا ۔ کیونکہ اسی کو تو اللہ نے محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ بند کر دیا ہے۔

تاہم محمدﷺ کی نبوت کے بعد جو کہ کامل انسان ، اللہ کے حقیقی نائب ، اللہ کا وادیِ فاران میں ظہور، اور الہیت کا عکس تھے ، محمد ﷺ کی طرف سے بھیجے جانے کی تجدید ہوئی ، پس تمام آئمہ معصومین علیہم السلام اس امت کے لئے پیغمبر ہیں ، لیکن محمد ﷺ کی طرف سے جو 'مخلوق میں اللہ ہیں' ، اللہ تعالی نے کہا :

(ہر امت کے لیے ایک پیغمبر ہے اور جب ان کا پیغمبر ان میں آتا ہے ان کے بیچ میں انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی)[2]

جابر روایت کرتا ہے ابوجعفر ﷺ سے ، کہتے ہیں کہ میں نے ان سے اس آیت کا مطلب پوچھا :

(ہر قوم کے لیے ایک پیغمبر ہے اور جب ان کا پیغمبر آتا ہے ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا ، اور ان کے ساتھ نا اانصافی نہیں ہوگی) ۔

تو انہوں نے فرمایا : (اس کا مخفی معنی یہ ہے کہ اس قوم میں ہر صدی کے لیے آل محمد سے ایک پیغمبر ہو گا جو اس صدی میں ظاہر ہو گا جس کے لیے اس کو بطور پیغمبر بھیجا گیا ہے ۔ اوروہ ہی اولیاء ہیں اور وہ ہی پیغمبر ہیں ، اور جب یہ کہتا ہے :

(اور جب ان کا پیغمبر آتا ہے ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا) ،

کہا : اس کا معنی ہے کہ پیغمبر انصاف سے فیصلہ کریں گے اور ان کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی، جیسے اللہ نے کہا)[3]۔

اور اللہ تعالی نے کہا : (آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے)[4]۔

الفضیل سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ ﷺ سے اللہ کے اس آیت کے بارے میں پوچھا : (اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے) تو انہوں نے جواب دیا ۔ (ہر امام اس صدی کے لیے رہنما ہے جن میں وہ ہوتا ہے)[1]۔

---

[1] آل عمران: 85
[2] یونس: 47
[3] تفسیر العیاشی: ج2/ص123، تفسیر نور الثقلین: ج2/ص305، بحار الانوار: ج24/ص306
[4] الرعد: 7

ابوجعفر ﷺ نے اللہ کی اس آیت کے متعلق فرمایا:- (آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے) کہ (اللہ کا پیغمبر ڈرانے والے ہیں اور ہر زمانے میں ایک رہنما ہے جو انہیں اس طرف رہنمائی کرتا ہے جو کہ اللہ کے نبی لائے ہیں - پھر ان کے بعد علی ، پھر یکے بعد دیگرے اوصیاء رہنما ہیں)[2] -

ابو بصیر نے کہا : میں نے ابو عبد اللہ سے کہا (آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے) تو انہوں نے کہا : اللہ کے پیغمبرﷺ ڈرانے والے ہیں اور علی ﷺ راہنما - اے ابو محمد ، کیا آج بھی ایک رہنما ہے؟ میں نے جواب دیا : ہاں ، میں آپ پر قربان جاؤں ، آپ میں سے یکے بعد دیگرے رہنما ہیں ، یہاں تک کہ یہ سلسلہ آپ تک پہنچا ، انہوں نے کہا : اے ابو محمد اللہ تم پر رحم کرے ، اگر یہ آیت ایک شخص کے لیے اتری ہوتی ، اور وہ شخص فوت ہو جاتا ، تو یہ آیت بھی فوت ہو جاتی ، اور کتاب[3] بھی فوت ہو جاتی ، مگر کتاب تو زندہ ہے ، اور یہ ان پر لاگو ہوتی ہے جو آنے والے ہیں ، جیسے کہ ان پر لاگو ہوئی جو پہلے گزر چکے)[4] -

ابو جعفر ﷺ نے اللہ سبحانہ وتعالی کی اس آیت کے بارے کہا ، (آپ تو صرف ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے) ، کہا : (اللہ کے پیغمبر ﷺ ڈرانے والے ہیں اور علی رہنما ہیں ، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں یہ ہم سے کبھی جدا نہیں تھی اور نہ گھنٹی تک جدا ہو گی)[5]-

تو وہ محمد ﷺ کی طرف سے ہدایت کے پیغمبر ہیں اور محمد ﷺ کی طرف بھی اور وہ سب کے سب بھی نبوت کے درجہ پر فائز ہیں-

بلکہ رسالت کا شرط جو بدلتا نہیں وہ عقل کی تکمیل ہے ، لہذا ساتویں آسمان تک پہنچنا ضروری ہے جو کہ آسمانِ کلی ہے (عقل کا آسمان ہے)

اور یہ معاملہ جس کی تجدید ہوئی اگر چہ اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہر وہ شخص پڑھ لیتا ہے جب محمد ﷺ کی طرف سے پہلے پیغمبر، یعنی علی ابن طالب ﷺ ، کی زیارت پڑھتا ہے، بلکہ امیر المؤمنین کے پاک حرم میں اسے پڑھے بغیر داخل نہیں ہوتا ، اور وہ محمد ﷺ کی زیارت کرنے کے برابر ہے-

امیر المؤمنین علی ﷺ کی زیارت کے متعلق امام الصادق ﷺ سے روایت ہے : (---اور تم کہو اللہ کی سلامتی ہو محمدﷺ پر جو اللہ کے پیغام اور اس کے فرائض پر امانتدار بنائے گئے، جو کہ وحی اور آیات کے حامل ، اپنے سے پہلی باتوں کیلئے خاتم اور اپنے بعد آنے والی باتوں کو کھولنے والے، اور ان سب پر حاوی، اور مخلوقات پر گواہ ، روشن چراغ ، اور ان پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمۃ اور اس کے برکات)[6]-

---

[1] الکافی: ج/1ص/191، بصائر الدرجات: ص50، غیبۃ النعمانی:ص109، بحار الانوار: ج23/ص2

[2] الکافی: ج/1ص/191، بحار الانوار: ج/16ص358، تفسیر الصافی: ج/3ص59، تفسیر نور الثقلین: ج/2ص483

[3] یعنی قرآن فوت ہوجاتا

[4] الکافی: ج/1ص/192، بحار الانوار: ج279، تفسیر نور الثقلین: ج/2ص483، غایۃ المرام: ج/3ص7-

[5] الکافی: ج/1ص/192، بصائر الدرجات: ص50، غیبۃ النعمانی: ص110، بحار الانوار: ج23 / ص3

[6] من لا یحضرہ الفقیہ: ج/2ص588، تہذیب الاحکام: ج/6ص25، مصباح الکفعمی: ص474، فرحۃ الغری: ص107، بحار الانوار: ج/97ص148، المزار للمفید :77 اور ص 104، لفظ 'الشاھد' (گواہ) کی جگہ الفاظ میں کچھ فرق ہے جبکہ باقی عبارت ملتی ہے، میرا مطلب ہے: (اپنے سے پہلی باتوں کیلئے خاتم اور اپنے بعد آنے والی باتوں کو کھولنے والے)، اور یہی عبارت امیر المؤمنین سے تھوڑے سے فرق کے ساتھ آئی جب وہ لوگوں کو نبی اور ان کی آل پر درود بھیجنا سکھارہے تھے، جب انہوں نے کہا: (اپنے سے پہلی باتوں کیلئے خاتم اور بند باتوں کو کھولنے والے) نهج البلاغہ محمد عبدہ کی شرح کے ساتھ:

یہی عبارت الحسین ؑ کی زیارت میں ملتی ہے :
ابو عبد اللہ ؑ سے روایت ہے کہا : (---تو جب الحسین ؑ کی قبر کے سامنے ہو تو کہو : سلامتی ہو اللہ کے پیغمبرﷺ پر، جو اللہ کے پیغام اور اس کے فرائض پر امانتدار بنائے گئے ، اور اپنے سے پہلی باتوں کیلئے خاتمہ اور اپنے بعد آنے والی باتوں کو کھولنے والے، اور ان سب پر حاوی، اور ان پر اور ان پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمۃ اور اس کے برکات)[1]-
اور امیر المؤمنین علی ؑ نے فرمایا : (---اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے ، وہ تنہا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ، ایسی گواہی کہ اگر کوئی دے تو اسے اسلام حق دیتا ہے اور اگر اسے ذخیرہ بنائے تو روزِ حساب اسے عذاب سے نجات دلائے گی ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کا بندہ ہے اور اپنے سے پہلے رسالت کی باتوں کیلئے خاتمہ اور باعثِ فخر، اور دعوت سے متعلق ان کے بعد آنے والی باتوں کو کھولنے اور پھیلانے والے ہیں---)[2]-
پس محمد ﷺ نے اللہ کی طرف سے پیغام پر مہر لگا دی ہے ، اور اپنی طرف سے پیغام کا سلسلہ کھول دیا : (اور اپنے سے پہلی باتوں کیلئے خاتمہ اور اپنے بعد آنے والی باتوں کو کھولنے والے)-
اس سے بیان ہوگیا ہے کہ وہ 'خاتَم' بھی ہیں یعنی دو باتوں کے بیچ میں آنے والے ہیں ،اور اس ہی طرح 'خاتِم' بھی ہیں یعنی آخیر - اور یہ بھی بیان ہوگیا کہ وہ 'خاتَم النبیین' جس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ سے ان کے پیغامات ختم ہوتے ہیں، یعنی ان کے پیغامات آپ ﷺ کے نام کے ساتھ توقیع اور مہر بھی لگے ہیں - اور وہ اس طرح ہے کہ ان سے پہلے پیغمبران اگرچہ اللہ کی طرف سے تھے ، وہ محمد ﷺ کی طرف سے بھی ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ اور انبیاء کے درمیان پردہ ہیں ، پیغام ان سے ہو کر پیغمبروں کو پہنچتا ہے تو محمد ﷺ سے قطرہ قطرہ گزرتا ہے اور ان کے ذریعے انبیاء تک اترتا ہے - تو آپ ﷺ سابقہ انبیاء کے پیغامات کے حامل ہیں ، اس حالت میں کہ وہ ان کے ذریعے اترے ہیں ، اور وہ اللہ کے قریب ترین پردہ ہیں ، پس سابقہ پیغام اللہ کی طرف سے محمد ﷺ (قریب ترین پردہ) کے ذریعے سے تھے - اسلئے کیونکہ وہ ابھی بھیجے نہیں گئے تھے ، اور ان کے بعد پھر محمد ﷺ کی طرف سے اور اللہ کے حکم سے اور اس حالت میں جب آپ کی بعثت ہوئی-
علی ابن طالب ؑ کے ناموں میں سے ایک نام 'اللہ کے پیغمبر کا پیغمبر' ہے -
جمیل بن صالح روایت کرتے ہیں کہ میں نے ذریح سے سنا کہتا ہے کہ ابو عبد اللہ ؑ نے کہا جب وہ اپنی اولاد میں سے کسی پر اللہ کی پناہ مانگ رہے تھے : (میں تم پر عزم کرتا ہوں اے ہوا اور درد ، تم جو بھی ہو ، اس اہم بات کی جس سے علی ابن طالب امیر المؤمنین ؑ ، اللہ کے پیغمبر کا پیغمبر، جو انہوں نے جنوں کی وادی صبرہ پر استعمال کرکے اس پر عزم کیا اور انہوں نے اس بات کا جواب دیا اور اطاعت کی جس کا تم نے بھی جواب دیا اور اطاعت کی ، اور میرے فلان بیٹے سے نکلے جو میری فلان بیٹی سے ہے اس ہی گھنٹے ، اس ہی گھنٹے)[3]-

***

ج1/ص120، اور بحار الانوار: ج74/ص297- اس طرح یہی عبارت المشھدی کی کتاب المزار میں آئی ہے: ص57، اور پہلی عبارت بھی اس ہی کتاب میں آئی ہے: ص264-
[1] کامل الزیارات: ص367، الشھید الاول کی کتاب المزار: ص37
[2] ینابیع المودۃ: ج3/ص206، الزام الناصب: ج2/ص157، نفحات الازھار: ج12/ص80-
[3] یعنی اس ہی وقت - الکافی: ج8/ص85، طب الائمۃ: ص40، بحار الانوار: ج92/ص8-

پیغمبران کی طرف سے پیغمبران

قرآن کریم نے اس اہم مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے - کیونکہ محمد ﷺ اس کے کوشادہ دروازے کو کھولنے والے ہیں ، پس یہ پہلے بھی حاصل ہوا ، خاص طور پر عیسی ؑ کے ساتھ جو کہ "ساعیر میں اللہ کا طلوع" ہیں اور ساتھ ساتھ انہوں نے محمدﷺ کی عظیم دعوت کے لیے راستہ بنایا ، جس دعوت میں اھلِ دنیا کی طرف پیامی اور اللہ کی زمین میں خلیفہ مقرر کرنے کی ذمہداری بڑے زبردست طریقے سے منتقل ہونی تھی -

پس عیسی ؑ نے خود انطاکیۃ کو پیغمبران بھیجے، اور کیونکہ عیسی ؑ اللہ کے حکم سے ہی کام کرتے تھے تو وہ بھی اللہ کے پیغمبر ہیں ، (اور وہ بولنے میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کا حکم بجاہ لاتے ہیں)[1]-

تو عیسی ؑ کا اس طرح پیغمبروں کو بھیجنے کا ذکر سورہ یس[2] میں ہے ، اللہ تعالی فرماتا ہے:

(اورانہیں اس شہر کے لوگوں کی مثال دو جب ان کے پاس بھیجے گئے ، جب ہم نے دو کو بھیجا اور انہوں نے دونوں کا انکار کیا تو ہم نے تیسرے سے مدد دلائی تو انہوں نے کہا بے شک ہم آپ کے پاس بھیجے گئے ہیں)[3]

اللہ فرماتے ہیں "ہم نے بھیجا" اگرچہ بھیجنے والے عیسی ع تھے تو عیسی کا بھیجنا اللہ کا بھیجنا ہوا ، کیونکہ عیسی ؑ نے تما م مخلوقات میں سے اللہ کی نمائندگی کی پھر وہ "ساعیر میں اللہ کا طلوع" ہوئے-

ابھی ایک بات رہتی ہے جس کا ہمیں پتہ ہونا چاہئیے جس کا پیغمبران کی طرف سے بھیجے جانے کے سلسلے میں ہیں - بھیجنے والے کو بھیجے جانے والے پر الھیت ہوتے ہے ، اس وجہ سے بھیجنے والے والے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے ہوتے ہیں اور مخلوق میں ان کا اللہ ہی کے درجہ پر ہونا ضروری ہے-

اس بات کو مزید واضح کرنے کے لیے میں کہتا ہوں کہ جب اللہ پیغمبر کو بھیجتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے ، دیکھتا ہے ، سنتا ہے ، اس لیے وہ اپنے پیغمبراور اس کے دشمنوں کو گھیرے ہوتا ہے تاکہ پیغام بھیجنے کے سلسلہ میں کوئی غلطی نہ ہو ، اور اللہ کے دشمن کسی بھی طریقے سے پیغمبر کو پیغام پہنچانے سے نہ روک سکیں چاہے وہ جتنی بھی کوشش کر لیں ، اللہ فرماتا ہے

(آپ دونوں خوف نہ کریں، میں آپ دونوں کے ساتھ ہوں ، دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں)[4] -

---

[1] الانبیاء: 27

[2] اہل البیت ع سے سورۃ یس کی فضیلت کے بارے میں روایت آئی ہے کہ اس کو ختم کرنا ایسا ہے جیسا کوئی قرآن کو بارہ مرتبہ ختم کرتا، اور جس نے اسے رات کو پڑھا اللہ اس پر ایک ہزار فرشتے اتارتا ہے جو اسکی صبح تک حفاظت کرتے ہیں، اور وہ حکمران اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے، اور سورہ یس امام مھدی ع کے حرف سے شروع ہوتا ہے اور وہ حرفِ س ہے، اور حرفِ ي سے مراد انتہاء ہے یعنی کہ انتہاء اور سر انجام قائم ع کا ہی ہوگا، اور اسی طرح یس نبی محمد ص کے ناموں میں سے ایک نام ہے، تو وہ اپنے سے پہلی باتوں کیلئے خاتمہ اور انتہاء ہیں، اور اسی طرح قائم ایسے بھیجے جائیں گے جیسے محمد ص بھیجے گئے تھے اور انہی کی سنت پر بھی، اور وہ جہالت کا ایسا مقابلہ کریں گے جیسے کہ رسول اللہ ص نے اس کا مقابلہ کیا تھا، تو وہ نام ان دونوں میں مشترک ہے۔

[3] یس: 13-14

[4] طہ: 46

اور اس وقت بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے جب پیغمبر ﷺ خود کسی اور کے ہاتھ پیغام بھیجتے ہیں ، پس جو پیغام بھیجتا ہے اس کو اللہ ہی کی طرح پیغمبر کو بھی اور اس کے دشمنوں کو گھیرنا چاہئے ، اللہ کی قدرت اور اس کے علم سے سنتے ہوئے دیکھتے ہوئے اور علم رکھتے ہوئے ، ورنہ یہ اللہ بھیجنا حقیقی اور پوری طور پر اللہ کی طرف سے نہیں ہوگا ۔ بالکل اسی بات کو اللہ نے واضح کیا ہے ، (جب ہم نے بھیجا) ، اگر یہ معاملہ ہو تو بھیجنے والے کو پیغمبر کے بنسبت الہیت حاصل ہوجاتی ہے۔

مزید یہ کہ بھیجنے والا اللہ کے حکم سے بھیجتا ہے تو کیا اللہ اس کو ایسا کرنے سے پہلے مناسب علم اور صلاحیت نہیں دے گا ، جو کہ در اصل اسی کی طرف سے پیغمبری ہے؟ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو اور وہاں پر کوئی نقص ظاہر ہوا تو یہ کوتاہی ہو گی اور یہ کوتاہی اللہ کی طرف منسوب کی جائے گی۔

اس طرح انسان کی تخلیق کا مقصد تھا کہ اس نتیجے تک پہنجائے ۔ کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے حقیقی ، کامل اور مکمل خلافۃ کی مثال بننے کیلئے ہے ، اور اسی بات کا ذکر اللہ نے فرشتوں کی موجودگی میں کیا جب وہ آدم ﷺ کی تخلیق کرنا چاہتا تھا:

(اور جب اللہ نے فرمایا فرشتوں سے کہا "یقینا ہم زمین میں اپنا خلیفہ ڈال رہے ہیں تو انہوں نے کہا "کیا آپ اس میں اس کو ڈالیں گے جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا ، جب کہ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں اور پاکی بیان کرتے ہیں؟" تو اللہ تعالی نے فرمایا "بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے")[1]۔

اور خلیفۂ کامل کے لئے ضروری ہے کہ جس نے اس کو خلیفہ بنایا وہ اس کیلئے ایک مکمل تصویر ہونا چاہئے ، تو یہ خلیفۂ کامل پھر: 'مخلوق میں اللہ کی جگہ پر' پر یا 'اللہ کے اسمائے حسنی' اور 'اللہ کا چہرہ ہو' ، اللہ تعالی نے کہا: (اس دن کچھ چہرے شاداب ہوں گے جو اپنے پروردگار کی طرف دیکھرہے ہوں گے)[2]۔

یقیناً نظر اس کی طرف نہیں ہو گی ، مگر شاداب چہرے والے مومنین اپنے مربی محمدﷺ کی طرف دیکھیں گے جو اللہ ہی کا چہرہ ہے جس کے ساتھ مخلوق کا سامنا کیا۔

ارشاد باری تعالی ہے: (وہ اس چیز کے علاوہ کس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کی طرف بادلوں اور فرشتوں کے جلو میں آئے ، تب تک فیصلہ ہو چکا ہو گا اور ہر چیز نے تو اللہ ہی نم طرف لوٹنا ہے)[3]۔

اللہ اس بات سے بے نیاز ہو کہ اسے آنا جانا اور حرکت کرنی پڑے ، جب کہ یہ مخلوق کی صفات میں سے ہیں ، پس اس آیت سے مراد محمد ﷺ ہیں ، اللہ کے خلیفۂ کامل جو کہ الہیت کی مثال ہیں "مخلوق میں اللہ کی جگہ پر' ، تاہم اگر خلیفہ اپنا پیغمبر بھیجنے میں الہیت کا کردار اداء نہیں کرتا تو وہ حقیقی اور مکمل طور پر اللہ کا نائب نہیں ہو گا ، بلکہ تخلیق کا مقصد پورا نہ ہو گا ۔ کیونکہ یہ خلیفہ جب الہیت کا کردار اداء کرتا ہے تو ایسا عکس ہو گا جس سے اللہ سبحانہ و تعالی اللہ کی پہچان ہوتی ہے، اور اس طرح تخلیقِ انسان کا مقصد پورا ہوتا ہے جو کہ معرفت ہے ، یعنی الہیت اور حقیقی توحید کو جاننا : (میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا)[4] مطلب کہ "جاننے" کے لیے پیدا کیا[5] ۔

---

[1] البقرہ: 30
[2] القیامہ: 22-23
[3] البقرہ:210
[4] الذاریات: 56
[5] جواھر الکلام: ج29/ص31 ، الرواشح السماویۃ: ص45، عمدۃ القاری: ج9/ص25، جامع بیان العلم و فضلہ: ج2/ص44، تفسیر الثعلبی: ج9/ص12، تفسیر ابن کثیر: ج4/ص255، تفسیر الآلوسی: ج15/ص50، شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ص50 کا مطالعہ کیجئے۔

***

نبوت در عہدِ قائمِ مہدی ﷺ جو دنیا کو پاک کردے گی

جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا ہے ، آئمہ اور مہدیین علیھم السلام نبوت کے درجہ پر ہیں ، اور وہ پیغمبر بھی ہیں، مگر یہاں ہم اصحابِ امام مہدی کی بات کریں گے - یعنی پہلی عدد اور ان کے بعد آنے والے اولیاء -

اصحابِ مہدی ﷺ کی صفات کا بیان قران کے اندر:

1 (اور ہم نے ان کے اورمبارک کی گئیں بستیوں کے درمیان ظاہری بستیاں ڈالی ہیں)[1]-

اس آیت کا مطلب صرف وہ لوگ مراد ہیں جو نہ تجارت اور نہ سفر کی وجہ سے اللہ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں ، جیسا کہ اللہ نے فرمایا : (اور کتنی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے پیغمبران کے حکم کے خلاف بغاوت کی، اور ہم نے ان کا سخت حساب لیا اور انہیں سخت سزا دی)[2]-

لوگ ہی ہیں جوکہ بستیوں میں ہوتے ہیں نہ کہ دیواریں۔
تو اللہ فرماتا ہے ، اے مؤمنو، ہم نے آپ کے اور مبارک کئی گئیں بستیوں کے درمیان ظاہری بستیاں ڈالیں۔
اورمبارک کی گئیں بستیوں سے مراد محمد ﷺ اور آلِ محمد ہیں علیہم السلام ہیں-
جبکہ ظاہری بستیوں سے مراد وہ اعلی درجے کے اولیاء اللہ ہیں جو لوگوں پر حجت ہیں۔
الحر العملی الوسائل میں روایت کرتے ہیں : (محمد بن الحسن سے الغیبہ کتاب میں روایت ہے کہ محمد بن عبداللہ ابن جعفر الحمیاری سے ، جو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جو محمد ابن صالح الھمدانی سے روایت کرتے ہیں کہ : میں نے صاحبِ زمان ﷺ[3] کو لکھا کہ میرے گھر والے مجھے اس روایت کی وجہ سے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں جو آپ کے آباؤ اجداد علیھم السلام نے کہی : 'ہمارے بندے اور کارندے اللہ کی مخلوق میں سے بدترین ہیں'۔
تو انہوں نے لکھا ﷺ - تم پر افسوس ہے تم کیا پڑھتے نہیں ہو اللہ نے کہا :
(اور ہم نے ان کے اور مبارک گئی گئیں بستیوں کے درمیان ظاہری بستیاں ڈالی ہیں) -
اللہ کی قسم ، ہم وہ مبارک کئی گئیں بستیاں ہیں، اور آپ لوگ ظاہری بستیاں ہو)[4] -
یہی روایت (شیخ) الصدوق نے بھی اپنی کتاب "اکمال الدین" میں بیان کی ہے اپنے والد محمد بن الحسن سے اور انہوں نے عبد اللہ بن جعفر سے[5]،اور اسی روایت کو دوسرے طریقے سے : عبداللہ بن جعفر سے جو کہ علی بن محمد الکلینی سے اور وہ محمد بن مسلم سے اور وہ صاحبِ زمان ﷺ سے[6]۔

---

[1] السبا: 18
[2] الطلاق: 8
[3] مراد بارہواں امام محمد ابن الحسن ع ہیں - بہت سے مسلمانوں کو معلوم نہیں ہے کہ 70 سال تک مسلمانوں کو امام مہدی ع سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رہا، اس کے بعد الغیبۃ التامۃ یعنی مکمل غیبت میں چلے گئے تھے جس میں صرف چند خاص لوگوں سے رابطہ رکھتے تھے جو ان کے گھر والوں میں شامل تھے یا جنہیں وہ خود کسی خاص کام کیلئے وہ چاتے تھے - سید احمد الحسن ع کے دیگر کتب سے اس معاملے میں رجوع کیجیے -
[4] وسائل الشیعہ: ج27/ص151، غیبۃ الطوسی: ص345، بحار الانوار: ج51/ص343
[5] کمال الدین ، تمام النعمۃ: ص483
[6] گزشتہ مصدر

احمد بن ابوطالب الطبریسی نے یہ بیان کتاب "الاحتجاج" میں کیا ہے ابو حمزہ بن ابو جعفر سے ، کہ انہوں نے الحسن البصری سے کہا : (-- پس ہم ہی وہ مبارک کئی گئیں بستیاں ہیں ، اور یہ اللہ نے ان سے فرمایا جنہوں نے ہماری فضیلت کا اقرار کیا کیونکہ ان لوگوں کو حکم دیا کہ ہماری طرف آئیں ۔ تو کہا :

(اور ہم نے ان کے اورمبارک کی گئیں بستیوں کے درمیان ظاہری بستیاں ڈالی ہیں) ،

اور ظاہری بستیاں پیغمبر اور ہم سے آگے ہمارے شیعہ تک باتیں پہنچانے والے ہیں ، اور ہمارے شیعہ کے فقہاء سے لے کر ہمارے شیعہ تک پہنچانے والے اور اس کا یہ کہنا :

(اور ہم نے اس میں پھرنا با امن بنایا)

پس، پھرنے کی مثال اس علم جیسی ہے جس کے ساتھ کوئی رات دن سفر کرتا ہے ، اس علم کی مثال جس کے ساتھ کوئی راتوں میں اور دنوں میں ہم سے ان تک کوئی پھرتا ہے ، حلال ، حرام ، فرائض اور حقوق والی باتوں میں ۔ وہ ان بستیوں میں محفوظ رہیں گے اگر اس میں سے کچھ لیتے ہیں[1]۔ وہ شک اور بھٹک جانے سے محفوظ ہیں ۔ اور حلال سے حرام کی طرف جانے سے ، کیونکہ انہوں نے ان سے علم لیا جن سے معرفت کے ساتھ لینے کا حکم تھا ۔ کیونکہ وہی علم کی وراثت کے اہل ہیں آدم سے لے کر کے ان کے انتہاء تک، منتخب ذریہ بعض بعض میں سے ، اور یہ انتخاب آپ پر ختم نہیں ہو گا بلکہ ہم پر ختم ہو گا اور اے حسن، ہم ہی وہ ذریہ ہیں، نہ تم نہ تم جیسے کوئی اور)[2]۔

اور کتاب الاحتجاج میں روایت ہے : (جو ابوحمزہ الثمالی کی ہے : کہا کوفہ کا ایک قاضی علی ابن الحسین ؑ کے پاس آیا اور کہا ، میں آپ پر قربان ، مجھے اللہ کے اس کلام کا مطلب سمجھائیں۔

(اور ہم نے ان کے اورمبارک کی گئیں بستیوں کے درمیان ظاہری بستیاں ڈالی ہیں اور ہم نے اس میں پھرنا با امن بنایا، کہ رات اور دن با امن پھرو)

انہوں نے کہا : آپ سے پہلے لوگ عراق میں اس سے کیا مراد لیتے تھے؟

اس نے جواب دیا : وہ اس کو شہرِ مکہ سمجھتے تھے ۔

تو انہوں کہا : کیا تم نے مکہ سے زیادہ کسی شہر میں چوریاں دیکھی ہیں؟

تو اس نے کہا: پھر یہ کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد آدمی ہیں۔

تو اس نے کہا : یہ اللہ کی کتاب میں کہاں ہے؟

تو انہوں نے کہا : کیا تم نے اللہ کی اس بات کو نہیں سنا : (اور کتنی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے پیغمبران کے حکم کے خلاف بغاوت کی)[3]۔ اور کہا ۔ (تو ایسی بستیاں تھیں جن کو ہم نے تباہ کردیا)[4] اور کہا (اور ان بستیوں سے پوچھو جن میں ہم تھے ، اور

---

[1] بحار الانوار میں ہے: 'اس کے جڑ سے جس سے انہیں لینے کا حکم ہوا

[2] الاحتجاج: ج2/ص64، بحار الانوار: ج24/ص233، وسائل الشیعۃ: ج27 ص153

[3] الطلاق: 8

[4] الکہف: 59

اس قافلے سے جس کے ساتھ ہم چلے)[1]؟ تو بستیوں سے پوچھے یا مردوں سے یا قافلے سے، کہا : اس ہی مطلب میں کئی آیات پڑھیں ۔ تو اس نے پوچھا : میری جان آپ پر قربان یہ لوگ کون ہیں؟
جواب دیا علیہم السلام : ہم وہ لوگ ہیں ، اور یہ کہنا (ان میں دن رات با امن پھرو) ، کہا : گمراہی سے با امن ہونا مراد ہے[2]) ۔
اور اصحابِ قائم مہدی ﷺ ظاھری بستیوں کی بہترین مثال ہیں۔
امیر المؤمنین ﷺ اے ان کے بارے میں فرمایا : (مجھے اپنے ماں باپ کی قسم ، وہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے ناموں کی آسمان میں پہچان ہے اور زمین میں نامعلوم ہیں)[3]۔
اور کتاب "ینابیع المودة لذوی القربی" / القندوزی میں کہا : "اور انہوں نے اشارہ کیا ، یعنی امیر المؤمنین علی ﷺ نے، اصحابِ مہدی کے ساتھیوں کا حوالہ دیا (اللہ ان سے راضی ہو) اس بات سے : (مجھے اپنے ماں باپ کی قسم ، وہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے ناموں کی آسمان میں پہچان ہے اور زمین میں نامعلوم ہیں)[4]۔
پھر کہا ﷺ (پس اے اللہ کے اعلی ترین بندیوں کی اولاد ، جب تم اچھی خبر لانے والے کا انتظار کرتے ہو ایسے خبر جو فتحِ قریب کے بارے میں ہو ، اور وہ بھی ایسے رب کی طرف سے جوکہ مہربان رب ہے ، پھر افسوس ان مغروروں پر جب فصل کاٹنے والے کاٹتے ہیں ، اور فاسق لوگ قتل ہوتے ہیں جو کہ عرشِ عظیم والے کے نافرمان ہوتے ہیں ۔ تو مجھے اپنے والدین کی قسم ایسے کچھ لوگوں کی وجہ سے جن کے ناموں کی آسمان میں پہچان ہے اور زمین میں نامعلوم ہیں ، اس وقت ان کی آمد پر ان کی مذمت کی جاتی ہے)[5]۔
اورینابیع المودة میں : (امیر المؤمنین علی ﷺ سے روایت ہے--- تو پھر اے اعلی ترین بندیوں کی اولاد ، جب تم انتظار کرتے ہو، رب رحیم کی طرف سے فتح کی خوشخبری ہو ، پس میرے ماں باپ قربان ہوں ایسے کچھ گنتی کے لوگوں سے جن کے نام زمین پر نامعلوم ہیں کیونکہ ان کی آمد پر ان کی مذمت کی جاتی ہے)[6]۔
اللہ کے پیغمر ﷺ نے فرمایا (اے اللہ مجھے اپنے بھائیوں سے دو مرتبہ ملوا۔
تو ان کے ارد کرد ان کے ساتھیوں نے کہا : اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟
فرمایا : نہیں، تم میرے ساتھی ہو، جبکہ میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو آخری زمانے میں آئیں گے ۔ جو مجھ پر بغیر دیکھے یقین کریں گے ۔ اللہ نے مجھے ان کے ناموں کی خبر دی ہے اور ان سے پہلے ان کے باپ دادوں کے بھی نام ، ان کے اپنے والدین کے کمر اور ماں کے رحم میں آنے سے پہلے ، کیونکہ ان میں سے ایک اپنے مذہب پر مضبوط کانٹوں سے بھی زیادہ مستحکم ہے اندھیری رات میں۔ یا پھر ایسا ہے جیسے کسی نے آگ کا انگارا پکڑ رکھا ہو ، اللہ ان کو ہر قسم کی بغاوت سے محفوظ رکھے)[7]۔

---

[1] یوسف: 82
[2] الاحتجاج: ج2/ص41، مناقب آل ابی طالب میں: ج3/ص273، بحار الانوار: ج10/ص145۔
[3] نہج البلاغة محمد عبده کی شرح سے: ج2/ص126، بحار الانوار: ج34 / ص 212 معجم احادیث الامام المهدی علیه السلام : ج3/ص13
[4] ینابیع المودة:ج3/ص272
[5] نهج السعادة: ج3/ص450، موسوعة احادیث اهل البیت علیهم السلام: ج8/ص209
[6] ینابیع المودة لذوی القربی: ج3/ص434
[7] بصائر الدرجات: ص104، بحار الانوار: ج52/ص123، مکیال المکارم: ج1/ص346

تو علی ؑ ان کے نام اپنے والد (ابوطالب) کی فدیہ دیتے ہیں ، اور اپنی مقدس والدہ (فاطمہ بنت اسد) کی بھی جنہوں نے پیغمبر ؑ کو اپنی گود میں پالا ، اور اللہ کے پیغمبر ﷺ ان کو بھائی کہتے ہیں اور ان اپنے بہترین ساتھیوں پر ترجیح دیتے ہیں جنہوں نے مذہبِ اسلام کی آبیاری اپنے خون سے کی-

مگر اس آیت میں مراد پہلے جانثار ہیں جو تین سو تیرہ ہیں اور وہ اللہ کے ملکوت سے سچے خواب کے ذریعے حقیقی رہنمائی لیں گے ۔ اور غیب سے کچھ باتیں انہیں اللہ کے حکم سے پتہ چل جائیں گی ۔ ان میں سے کچھ نبوت کے درجہ پر فائز ہیں ، اور ان میں سے ہر ایک کا اللہ کے نزدیک اپنا اپنا درجہ ہے ۔ اور ان میں سے کچھ سابقہ انبیاء علیهم السلام کی طرف سے پیغمبر ہیں ، مگر وہ سب ایک بات پر اکٹھے ہوئے ، کیونکہ اللہ ایک ہے ، اور ان کا اکٹھا ہو جانا ان کے درست ہونے کا سب سے بڑا ثبوت ہے ، اور اس کے درست ہونے کا ثبوت ہے جس کے نام پر وہ اکٹھے ہوئے ۔

اور جو اس معاملے کا دعوی کرتاہے مگر ان کے ساتھ نہیں ہوگا ، وہ جھوٹا ہے اور وہ اللہ کا دشمن ہے ۔ "جو میرے ساتھ نہیں میرے خلاف ہے" ، "اور جو میرے لیے اکٹھا نہیں کر رہا وہ شیطان کے لیے کر رہا ہے"

وہ ظاہری بستیاں اللہ کی طرف سے پیغمبر ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کی طرف سے سچ جانا ، اور وہ انہیں سچے خوابوں کے ذریعے رہنمائی کرتا ہے ۔ اور وہ القائم المهدی ؑ کے ساتھ ہیں جو زمین کو پاک کرے گا اور وہ اور لوگوں کو القائم المهدی ؑ کے ساتھ جوڑدیں گے جو کہ زمین کو پاک کرے گا ، تو وہ لوگوں پر حجت ہیں اور ان میں کوئی لڑکھڑانے والا نہیں ، اور وہ مشکلات میں سے کامیابی کے ساتھ گزرتے ہیں اور ان پر اللہ کے حجت کے پیچھے چلتے ہیں ، اور وہ اس کیلئے انصارُ اللہ کو اکٹھا کرتے ہیں۔

2 (اور بے شک ہم نے "زبور" میں لکھا ، ذکر کے بعد میرے نیک ساتھی دنیا کی وارث بنیں گے، اور بے شک اس میں عبادت گزاروں کے لیے سیدھا بیان ہے)[1]

یہ آیت امام مهدی ؑ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں ہے ۔ جیسا کہ ائمہ نے تاکید کی ہے ۔ اس میں ان کے صفات یہ ہیں:

ا / زمین کے وارث ہوں گے

ب / نیک بندے

ج / عبادت گزارلوگ

اس سے پہلے کہ ہم تفصیلاً بات کریں ، آئیے دیکھیں کہ ان کو یہ صفات کون دے رہا ہے، کیونکہ انسان نہیں ہے مگر اللہ تعالی ہے جس نے ان کو پیدا کیا ، جو ان کے اندرونی پاکیزگی کو جانتا ہے ، اور ان کی روح کی بگزرگی کو جانتا ہے۔

أ) وہ زمین کے ورثاء ہونگے:

ہم یہ جانتے ہیں کہ ہر عہد جو زمین کا وارث ہوتا ہے وہ وصی ہی ہوتا ہے ، پس زمین کے ورثاء تو بھیجے گئے پیغمبران ہوتے ہیں ، اور پھر وہ اللہ کے حکم سے اپنے بعد آنے والے کو وصیت کردیتے ہیں ۔ اس آیت میں ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کا وارث ایک نہیں ہوتا ، مگر لوگوں کا ایک گروہ ہوگا جو اصحابِ قائمِ مهدی ؑ ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ، یہ ورثاء خود اوصیاء نہیں ہونگے۔

---

[1] الانبیاء 105-106

تو اس وراثت کا مطلب ہوا کہ وہ زمین کیلئے وارثِ حقیقی کیلئے حجت ہونگے ، جو کہ لوگوں پر وصیِ مہدی ﷺ ہیں[1] ، تو ان کی وراثت اس حقیقت کے تناظر میں کہ وہ اللہ کے حجت کیلئے حجتیں ہیں ، اور اس زمین پر اللہ کے خلیفے کے لئے خلفاء ہیں ، بالکل ایسے ہی جیسے ﷺ ان کی س زمین کے لئے وراثت اس اعتبار سے ہے کہ وہ اللہ کے حجت اور خلیفہ ہیں –

جبکہ اس نئی سلطنت کی وجہ قانون وراثت میں یہ ہے کہ اگرچہ سابقہ انبیاء علیھم السلام اللہ کے حجت اور خلفاء تھے اور اپنے زمانے میں زمین کے ورثاء تھے ، مگر وہ زمین کے وارث ہونے کی اپنی حاکمیت جو ان کو اللہ کی طرف سے عطا کی گئی تھی کا مظاھرہ نہیں کرسکتے تھے۔

تو یہ حمایتی ، اصحابِ مہدی ﷺ ، ان بھیجے گئے پیغمبران کے پیغمبر ہیں ، پس اس زمین کی وراثت اور اپنے اختیارات کا استعمال جو وراثت کے حوالے سے ہے ویسا ہی ہے جیسا کہ بھیجے گئے انبیاء علیہم السلام میں تھا ، جنھوں نے ان نیک حامیوں کو بھیجا ، جو اصحابِ مہدی ﷺ اور اولیاءِ صالحین ہیں ، اس طرح اس آیت کی تصدیق ہوتی ہے ۔

(اور بے شک ہمارا حکم سیدھا ہمارے بھیجے گئے عبادت گزاروں کی طرف گیا ، بے شک ان کی حمایت کی جاتی ہے ، اور وہ ہمارے مجاھد ہیں ، اور یقیناً وہ کامیاب ہوں گے)[2]۔

کیونکہ اصحابِ مہدی ﷺ کی وراثت ، حمایت اور مدد ان کی وراثت، حمایت اور مدد ہے جنھوں نے ان کو بھیجا۔ مطلب کہ سابقہ بھیجے ہوئے انبیاء ہیں ۔

جبکہ امام مہدی وہ ہیں جن کا سابقہ انبیاء کی شریعت کے نفاذ کا وعدہ ہے ، جن سے ان کی مدد مکمل ہوتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

(اس نے تمھارے لیے وہ مذہب مقرر کیا جس کو اس نے نوح ﷺ پر اتارا، اور جسے ہم آپ کی طرف اتارتے ہیں ، اور جس کو ہم نے اتارا ابراھیم پر اور موسی اور عیسی پر اور کہا "دین قائم کرو، اور آپس میں تفرقہ نہ کرو" بت پرستوں پر وہ بات دراں گذرتی ہے جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں، اللہ اپنے لیے جسے چاہے منتخب کرتا ہے ، اور جو اس کی طرف آتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے)[3]۔

حماد بن عثمان نے کہا : (میں نے ابو عبداللہ ﷺ سے کہا ، جو روایات ہم آپ سے لیتے ہیں کیا ان میں اختلاف ہے؟ تو انہوں نے کہا ، "قرآن سات حرفوں پر اترا ، اور سب سے کم حرف جن سے امام فیصلہ کرسکتا ہے وہ سات پہلو ہیں، پھر کہا (یہ ہمارے لئے ایک عطاء ہے ، لہذا جتاؤ یا روکے رکھو بغیر حساب کے)"[4])[5] ۔

ب) نیک بندے:

یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ نیک بندوں سے مراد سابقہ بھیجے ہوئے انبیاء علیھم السلام ہیں ۔ جیسے کہ واضح ہوچکا کہ یہ خراجِ تحسین جو اللہ کی طرف سے ہے یہ صفت اور عظیم مدح بھی اصحابِ مہدی ﷺ پر لاگو ہوتا ہے کیونکہ ان کو بھی ان نیک بندوں نے بھیجا ہے ۔ اور انہوں نے ان کی نمائندگی کی ہے اور ان کی وراثت کی نمائندگی کی ہے اور اعلی ترین کی ہے۔

---

[1] سید احمد ع کے دیگر کتب میں آپ دیکھیں گے کہ مہدی کا لقب صرف بارہواں امام کیلئے نہیں بلکہ ان کی نسلوں سے بارہ مہدی بھی ہوں گے جن پر یہ لقب لگتا ہے، اور اس کا ذکر نبی ص کی وصیتِ مبارکا میں بھی ہے ۔

[2] الصافات: 173-171

[3] الشوریٰ: 13

[4] ص:39

[5] روایت: الخصال : ص358، تسویر العیاشی:ج1/ص12، بحار الانوار:ج89/ص49، مستدرک الوسائل:ج17/ص305

ج) عبادت گزار قوم:

یہ لوگ امام مہدی ﷺ کے ساتھی ہیں ، ہمیں اس مقام پر ٹھہرنا چاہیے۔ اور اس قول پر غور کرنا چاہئے (ایک عبادت گزار قوم کیلئے) ، اور اس کی تشریح اس کے اس قول سے ہوتی ہے (میں نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے) مطلب تاکہ مجھے جانیں ، جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے پس معنی "عبادت گزار" سے سابقہ آیت میں ہے اور وہ ہے 'معرفت والے" کیونکہ معرفت (جاننا) تبلیغ کے ساتھ ملا ہوا ہے ۔ کیونکہ تبلیغ وہی کرتا ہے جو جانتا ہے:

(بے شک ، اس میں ان لوگوں کیلئے تبلیغ کا پیغام ہے جو عبادت گزار ہیں)[1]۔

اگرچہ اصحابِ قائم ﷺ کے لیے قرآن میں کئی خراج تحسین ہیں مگر میں ان چند پر اکتفا کروں گا تا کہ ان کا نبوت کے ساتھ اور سابقہ انبیاء علیھم السلام کے ساتھ تعلق واضح ہو جائے ۔

اور چونکہ بات ہر اس شخص کے ساتھ ہو رہی ہے جو سچائی کی تلاش میں ہے صرف مسلمان نہیں ، میں انجیل میں سے یہ مثال دوں گا تاکہ اصحابِ مہدی ﷺ کا پورے طریقے سے تمام انبیاء کے ساتھ تعلق واضح ہو جائے ۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں انبیاء علیھم السلام کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کچھ زیادہ بھی تھی ۔ اور تقریباً ہر خاص و عام یہ تعداد جانتا ہے۔

اور یہ انجیل[2] میں بھی ہے کہ امام مہدی ﷺ کا بیٹا اپنے والد کے حامیوں کو جمع کرتا ہے جو ایک لاکھ چوالیس ہزار ہیں ، اور ان کی پیشانیوں پر مہر لگی ہے ۔ اور وہ کوہ صھیون پر کھڑے ہیں ، جوکہ اس سرزمین مقدس کے فتح کا اشارہ ہے جس کا امام مہدی ﷺ سے وعدہ ہے ۔ (پھر میں نے دیکھا ، بے شک میمنہ کوہ صیون پر کھڑا ہے ۔" اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار کھڑے ہیں ، جن کی پیشانیوں پر اس کے والد کا نام لکھا ہے)[3]۔

***

مقدس ظہور کی بڑی جنگ

درمیانِ شیطان اور اس کے انس و جن سے ساتھی، اور اللہ اور اس کے انس ، ملائکہ اور جن کی بنائی ہوئی فوج۔

اور ابلیس (لعنت اللہ علیہ) کی فوج ظالموں سے بنی ہے ، پس اس لیے فرعون ، نمرود اور ہر ظالم کا وجود ضروری ، لہذا ان جیسوں کی موجودگی دراصل ان کی ہی موجودگی ہے ۔ بالکل ایسے ہی جیسے ابلیس جیسوں کی انسانوں میں موجودگی اس کی ہی موجودگی ہے ۔ اسی طرح سابقہ انبیاء علیھم السلام کے پیغمبران کی اس مقدس جنگ میں موجودگی انبیاء علیھم السلام کی ہی موجودگی ہے ۔ بالکل ایسے ہی اللہ تعالی کی شباھت اور اس کے چہرے اور اس کی صفات کی موجودگی در اصل اس جنگ میں اللہ سبحانہ و تعالی کی ہی موجودگی ہے ، اور وہ ہی اللہ کا نائب ہے جو اس دنیا میں زمانۂ ظہور کے دوران مقدس قیامِ

---

[1] الانبیاء: 104
[2] جسے عربی میں 'العھد الجدید' یا 'نیو ٹیسٹمنٹ' کہتے ہیں
[3] یوحنا کا خواب : اصحاح کی کتاب، آیت 14

مہدوی میں اللا کی مخلوق پر حجت ہوگا اور یہی در اصل اللہ سبحانہ و تعالی کا اس جنگ میں موجودگی ہے، وہ اس طریقے سے اپنے فوج کے ساتھ ساتھ جنگ کرے گا - جس طرح کہ توراۃ میں ہے - (اس لیے آقا تمھیں خود ایک نشانی دے گا - دیکھو، ایک کنواری حاملہ ہوگی، اور بیٹے کو جنم دے گی، اور اسے "عمانویل" کے نام سے پکارے گی)[1] ، اور عمانویل کا مطلب ہے (اللہ ہمارے ساتھ ہے) -

اسی طرح کا پیغام میتھیو کی انجیل میں بھی ہے ، جو پہلے باب میں ہے -

اور دعا السمات میں ہے: (--- اے خداوند میں تجھ سے مانگتا ہوں--- ، اور آپ کے ساعیر میں طلوع ہونے کے واسطے - "مطلب کہ عیسی ہی اللہ کے طلوع کے مثل ہیں" ---اور آپ کا جبلِ فاران میں ظہور "مطلب محمد اللہ کے ظہور کے مثل ہیں" ---)[2]-

امام مہدی ﷺ کے نقطۂ نظر سے یہ جنگ ایک رہنمائی کی جنگ ہوگی ، نہ کہ قتل و غارت والی جنگ کیونکہ ابلیس (لعنت اللہ علیہ) چاہتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد اپنے ساتھ جوڑنا چاہتا ہے تاکہ انہیں جہنم میں ڈالے اور ان کو بھٹکانے کا اپنا وعدہ پورا کر سکے - جبکہ مہدی ﷺ اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگ چاہتے ہیں تاکہ ان کی جنت کی طرف راہنمائی سچائی اور خالص توحید سے کر سکیں - توسب سے پہلے تو یہ جنگ عقائد اور کلام (محض بولنے) کے ذریعے ہوگی ، پس مہدی ﷺ ہی علی ﷺ ہیں اور وہ ہی الحسین ﷺ ہیں، اور علی ﷺ نے اپنا مقدس فوجی قیام اس وقت تک آغاز نہیں کیا جس وقت تک ایک نوجوانون کو نہیں بھیجا جو قرآن شریف کو اٹھا کر ان لوگوں کے پاس گیا جنھوں ان کے فوجی اقدامات کیں - تو شیطان کے فوجیوں کا ردعمل یہ تھا کہ نوجوان کو شہید کر دیں اور قرآن کو پھاڑ دیں ، اسی طرح الحسین ﷺ نے اپنا مقدس فوجی قیام اس وقت تک آغاز نہیں کیا جس وقت تک انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اس مخالف قوم سے بات نہیں کی اور ان کو نصیحت نہیں کی - مگر دوسروں نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو نیزوں سے جواب دیا - تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا -

"اٹھو، اللہ آپ پر رحم کرے ، کہ یہ قوم کی طرف سے تمھارے لیے پیغمبر ہیں"[3]- "اس طرح علی ﷺ اور الحسین ﷺ نے لوگوں سے پہلے بات کی اور لوگوں پر حجت ڈالی تاکہ لوگوں کی رہنیہئی کریں ، مگر شیطان کی فوج اپنی نااہلیت کی وجہ سے علی ﷺ اور الحسین ﷺ کی دانش جواب تلاش نہ کر سکے ، سوائے جنگ کے -

امام مہدی ﷺ علی ﷺ اور الحسین ﷺ کے بیٹے ہیں، اور ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے ، وہ قوم کی رہنمائی کے لیے پہلے کلام اور عقائدی مناظرہ کرتے ہیں ، مگر اپنی نااہلی کی وجہ سے وہ (قوم) حکمت سے بھرپور کلام اور واضح حجت کا جواب تلاش نہیں کر سکتے سوائے جنگ کے ، اس وقت بھی مہدی ﷺ کچھ کہنے کے لیے تلاش نہیں کر سکیں گے سوائے علی ﷺ کے جواب کے (ہم ان سے اس خون کے لیے لڑیں گے جو انہوں نے بہایا) اور سوائے الحسین ﷺ کے جواب کے، (**اٹھو ، اللہ تم پر رحم کرے! کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے تمھارے پیغمبر ہیں**)-

---

[1] توراۃ : اشعیا کتاب / باب 7

[2] مصباح المتہجد : ص416، جمال الاسبوع : ص321، مصباح الکفعمی : ص424، بحار الانوار : ج87 / ص 97

[3] مناقب آل ابی طالب : ج3 / ص 250 ، بحار الانوار : ج 45 / ص 12 ، العوالم ، الامام الحسین : ج 255 ، کتاب الفتوح : ج5 / ص 101 ، اعیان الشیعہ : ج1 / ص 603 -

احمد الحسن

ذو الحجة: 1427 هـ - ق

فہرست

پیشِ لفظ 3

انتساب 6

نبوت 8

خواب اور نبوت 11

خاتم النبین 14

محمد ﷺ اللہ کا فاران میں ظہور 20

محمد ﷺ خاتِم الانبیاء اور ان کی مہر 24

پیغمبران کی طرف سے پیغمبران 27

نبوت در عہدِ قائمِ مہدی ؑ جو دنیا کو پاک کردے گی 30

مقدس ظہور کی بڑی جنگ 35